اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۳۵

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر :- غلام نبی

فی پرچہ ۲/

The ALFAZL QADIAN

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند عـہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۱۰۰	مورخہ ۲۱ر فروری سنہ ۱۹۳۲ء	یوم یکشنبہ	مطابق ۱۳ر شوال سنہ ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛؛

چونکہ ضلع گورداسپور کے بعض دیہات میں طاعون کی کچھ شکائت سنی گئی ہے۔ اس لئے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے حفظ ماتقدم کے متعلق ۱۶۔ فروری کو نور ہسپتال میں لیکچر دیا۔ اور بعض اصحاب نے بطور والنٹیر اپنی خدمات پیش کیں ؛

۱۷۔ فروری۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے تایا کرم بخش صاحب بعمر نوّے سال وفات پا گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

امرتسر کے عیسائیوں نے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ جس پر شرائط مناظرہ کے تصفیہ کے لئے ۱۸۔ فروری مہاشہ محمد عمر صاحب اور مولوی محمد سلیم صاحب کو روانہ کیا گیا ؛

امام صاحب مسجد احمدیہ لنڈن کی مسلمانان کشمیر کے حق میں کامیاب مساعی

لنڈن کے با اثر اخبارات کی مسلمانان کشمیر کی حمایت میں آواز

لنڈن ۱۶۔ فروری۔ مولوی فرزند علی صاحب امام مسجد احمدیہ لنڈن نے حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کیا ہے :-

لنڈن کے متعدد با اثر اور با وقار اخبارات مثلاً مارننگ پوسٹ سنڈے ٹائمز۔ ڈیلی ٹیلیگراف وغیرہ میں مسلمانان کشمیر کے متعلق ہمدردانہ مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جن میں ریاست کے وزیر اعظم کی برطرفی کے عام مطالبہ۔ اور نظم و نسق میں اصلاحات کی پُر زور تائید کی گئی ہے۔ آج کے "ٹائمز" میں یہ حقیقت بے نقاب کی گئی ہے۔ کہ کشمیر کے متعلق ہندو اخبارات میں بالکل جھوٹی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ نیز انگریز وزیر اعظم کے تقرر کی تحریک کی گئی ہے۔ اور اس بات پر خاص زور دیا گیا ہے۔ کہ آئندہ نظم و نسق میں مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ مسلم لیڈروں کو مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ معتدل رویہ رکھیں۔ اور کشمیر میں جتنے پیچیدہ مسئلے ہیں اور الجھنیں پیدا کرنے سے مجتنب رہیں ؛

یہ جناب خانصاحب موصوف کی ان مساعی کا نتیجہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات کے ماتحت انہوں نے لنڈن کے متعدد اخبارات کو مسلمانان کشمیر کی حمایت میں آواز اٹھانے پر آمادہ کرنے کیلئے کیں۔ اور نہایت سرگرمی کے ساتھ کر رہے ہیں ؛

مسلمانانِ جموں سخت خطرہ میں

ہندوؤں کی اشتعال انگیز تقریریں اور خطرناک تیاریاں

سکرٹری صاحب مسلم ایسوسی ایشن جموں نے ۱۷ - فروری کو حسب ذیل تار بنام الفضل سیالکوٹ سے ارسال کیا ہے :-

ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس جموں نے میونسپل کمشنروں اور جموں شہر کے دوسرے معززین کو ۱۶ - فروری ۱۹۳۲ء کو ایک میٹنگ میں بلایا - اور انہیں کہا - کہ اپنے اپنے متعلقہ وارڈ میں قیامِ امن کی ذمہ داری لیں - مسلم ممبر تو اس بات پر رضامند ہو گئے - کہ وہ اپنے اپنے محلوں میں آباد ہندوؤں کی حفاظت کی ذمہ واری لینے کو تیار ہیں - لیکن ہندو ممبروں نے اپنے محلوں میں آباد مسلمانوں کے متعلق اس قسم کی ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا - اور مجلس سے اٹھ کر چلے گئے - مسلمانوں کو ہندوؤں کی طرف سے ہر وقت نقضِ امن کا خدشہ لگا ہوا ہے - چونکہ مسلح ہونے کی وجہ سے خون ریزی کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں پولیس اور فوج میں اکثریت ہندوؤں کی ہے - جس نے ۲ - نومبر کے فسادات میں ہندوؤں کی طرف سے حصہ لیا - ہندوؤں اور سکھوں نے کشمیر ڈے پر ایمرجنسی با در ریگولیشن کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو صرف مسلمانوں کو دبانے کے لئے ہے - عام جلسے کئے - اور سخت اشتعال انگیز تقریریں کیں - لیکن کسی نے انہیں پوچھا تک نہیں - یہاں پر برٹش افواج کی موجودگی ضروری ہے - کیونکہ ہندو اور سکھ تیز دھار ہتھیار اور بندوقیں جمع کر رہے - اور روزانہ خفیہ جلسے کرتے ہیں - میرپور کے واقعات کے متعلق جھوٹے اور یکطرفہ پروپیگنڈا سے بے حد مشتعل ہیں - حالانکہ حقیقت یہ ہے - کہ ضلع میرپور کے مسلمانوں پر ناقابلِ بیان مظالم کئے گئے ہیں :-

ڈوگروں کی شرمناک وحشت اور درندگی

سکرٹری صاحب ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن میرپور نے حسب ذیل تار بنام الفضل ارسال کیا ہے :-

ڈوگروں کی وحشت و بربریت کی تازہ مثال موضع سریا میں خونِ مسلم کی ارزانی ہے - جہاں سے ۱۵ - فروری کو مسلمانوں کی لاشیں لائی گئی ہیں - جنہیں نہایت بے رحمی کے ساتھ بری طرح مسخ کیا گیا ہے - لاشوں کی حالت دیکھنے کے بعد ڈوگروں کی بربریت کے متعلق کسی قسم کا اشتباہ باقی نہیں رہتا - اس ظلم و ستم پر مسلمانوں نے مکمل ہڑتال کی - مقتولین اور ان کے زخموں کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

۱ - امام الدین ولد وہاب الدین سکنہ نارکوٹ عمر تیس سال - دونوں کان ندارد - گردن کی رگ کٹی ہوئی - دائیں پہلو سے انتڑیاں نکلی ہوئیں - اور تمام سینہ ٹوٹا ہوا -

۲ - بھائی ولد بہادر سکنہ کوٹلی ساہن - عمر ساٹھ سال - سینہ کی دائیں طرف گولی کا سوراخ - بایاں بازو ٹوٹا ہوا - پیشانی پر گولی کا نشان :-

۳ - فیروز خاں ولد بنا خاں سکنہ کوٹلی ساہن - بائیں رخسار پر آنکھ سے نیچے اور سینہ میں دائیں طرف گولی کا سوراخ - اور گردن پر تیز دھار آلہ کے زخم :-

ابھی اور لاشوں کی وہاں سے آنے کی توقع ہے - برٹش سول افسروں نے بذاتِ خود ان لاشوں کا معائنہ کیا - پبلک نے ان سے مؤدبانہ التجا کی - کہ ڈوگرہ افواج کو واپس بلا کر ان کی جگہ گورہ افواج متعین کی جائیں - نیز تحقیقات کے لئے برٹش کمیشن مقرر کیا جائے یا پھر لاشوں کو وائسرائے ہند تک لے جانے کی اجازت دی جائے - ڈوگرے اور پانصد کے قریب سکھ اور ہندو پہاڑی دیہاتوں کی طرف گئے ہیں - مسلمانوں کو حملہ کا سخت خطرہ ہے :-

مسلمانانِ راجوری کی فریاد مہاراجہ صاحب سے

راجوری ۱۶ - فروری - مسلم باشندگان راجوری کے نمائندگان کی طرف سے مہاراجہ بہادر جموں کی خدمت میں حسب ذیل تار ارسال کیا گیا ہے :-

راجوری کی مسلم پبلک بلا استثناء وعدے حضور کی کامل وفادار ہے - تمام واجبات ادا کر دیئے گئے ہیں - مگر ہم پر جمعہ کی نماز کے دوران میں بلاوجہ گولی چلائی گئی - جس سے ۱۸ مسلمان جان بحق ہو گئے - اور بے شمار زخمی ہوئے - ہندو حکام کی سنگدلی اور وحشت پر پردہ ڈالنے کے لئے سراسر بے بنیاد پراپیگنڈا ہندوؤں کی طرف سے کیا جا رہا ہے - یور ہائی نس کے وفادار اور بے بس مسلمانانِ راجوری جن پر انسانیت سوز اور انتہائی مظالم روا رکھے گئے ہیں نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں - کہ مقامی حکام کی روز افزوں ستم رانی کا انسداد کیا جائے - اور ایک غیر جانب دار کمیشن صحیح واقعات کی تفتیش اور ستم رسیدگان کی حفاظت کے لئے مقرر کیا جائے :-

گلینسی کمیشن کے لئے شکایات بھیجی جائیں

سری نگر ۱۶ - فروری - مفتی جلال الدین صاحب حسب ذیل برقی پیغام ارسال کرتے ہیں :-

گلینسی کمیشن کے غور و خوض کے لئے باقی ماندہ شکایات مطالبات اور بیانات بھیجنے کی مسلمانانِ کشمیر کو دعوت دی جاتی ہے - کیونکہ کمیشن مذکور کی تحقیقات چند روز میں ختم ہونے والی ہے - مسلمانوں نے اپنا خون بہا کر کمیشن مقرر کرایا - اب انہیں شکایات پیش کرنے کے لئے اس موقعہ سے استفادہ کرنا چاہیئے - مناسب ہے - کہ وہ اپنے بیانات اور درخواستیں یہاں بھیجیں - تاکہ میں انہیں مسٹر گلینسی کے پاس غور و خوض کے لئے بھیج دوں :-

مظلوم مسلمانوں کی برٹش افسر میرپور سے فریاد

تین دن کے اندر مندرجہ ذیل دیہات کے ایک ہزار کے قریب مسلمان زن و مرد نے برٹش سول آفیسر علاقہ میرپور کے پاس ڈوگرہ فوج کی سختیوں کے متعلق تحریری درخواستیں دی ہیں - علاقہ بناہ - لام - کسیلا موڑا - جینجوٹ - جنجوہ - درال - بنڈہ - ٹاں سیری - سریاہ - کٹڑاہ علاقہ پنجن - کیٹرہ خانقاہ - علاقہ کھنباہ - ہری پور کرلی - بھوانی دھرم سالہ کوٹلی سہلان - ہردو تومین علاقہ سمالیہ وغیرہ :-

ان درخواستوں میں جن کے نیچے ہزاروں مظلوموں کے دستخط اور انگوٹھے ثبت ہیں - یہ لکھا ہے - کہ ڈوگرہ فوج جس گاؤں میں جاتی ہے - وہاں مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کرتی ہے - گھروں میں گھس جاتی ہے - جس چیز پر چاہے - قبضہ کر لیتی ہے - اگر کوئی مسلمان انکار کرے - تو اس کو سنگینوں اور برچھیوں سے زخمی کیا جاتا ہے - جو گاؤں کے معزز مسلمان ہیں - ان کو بلاوجہ گرفتار کر لیا جاتا ہے - مسلمان زن و مرد ڈوگرہ فوج سے تنگ آکر جنگلوں اور پہاڑوں کی غاروں میں پناہ گزیں ہو گئے ہیں سینکڑوں دیہاتی ہجرت کر کے میرپور آگئے ہیں - انہوں نے سول برٹش آفیسر سے عاجزی کے ساتھ التجا کی ہے - کہ ہم باوجود اپنی عورتوں کی بے عزتی اور بے حرمتی کے پُرامن رہے ہیں - مگر پھر بھی ہمیں یقین ہے - کہ ہماری جان و مال ڈوگروں سے غیر محفوظ ہے - اب یا تو فوراً ڈوگرہ فوج کو ہٹا کر گورہ فوج بھیجی جائے - یا ہمیں اپنے بچاؤ کی کوئی تدبیر بتائی جائے :-

باوجود اس قدر واویلا اور چیخ و پکار کے کچھ توجہ نہیں کی جاتی ان مسلمانوں کے صرف دو مطالبات ہیں - (۱) ڈوگرہ فوج کی جگہ فی الفور گورا فوج متعین کی جائے :- (۲) مڈلٹن کمیشن کی طرح جس جس جگہ گولی چلی ہے - غیر جانب دار تحقیق کرائی جائے :- (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

مسلمانانِ ریاست جموں نے فسادات میں ہندوؤں کی جان و مال کی حفاظت کی

ہندوؤں کی احسان ناشناسی

علاقہ جموں و میرپور کے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں نے جن الزامات کی بوچھاڑ شروع کر رکھی ہے۔ وُہ نہ صرف غیر جانبدار عینی شاہدوں کے بیانات سے بالکل بے بنیاد ثابت ہو چکے ہیں۔ بلکہ یہ بات بھی پایہ ثبوت تک پہونچ چکی ہے۔ کہ کئی مقامات پر جہاں ہندوؤں نے ہی فساد کی بنیاد ڈالی۔ اور مسلمانوں کے خلاف غلط افواہیں مشہور کر کے اردگرد کے ہندوؤں میں بلا وجہ خوف پیدا کر کے انہیں اپنے گھروں کو چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ وہاں کے ذمہ دار مسلمانوں نے ہر طرح ہندوؤں کی مدد کی۔ ان کو اپنی حفاظت میں رکھا۔ ان کے مکانات اور جائدادوں کی حفاظت کی حتےٰ کہ فتنہ پرداز ہندوؤں کے خود پیدا کردہ فتنہ کے نتائج سے بھی انہیں محفوظ رکھا۔ لیکن ہندو اس قدر احسان ناشناس واقعہ ہوئے ہیں۔ کہ نہ صرف مسلمانوں کی اس قسم کی امداد سے انکار کر رہے ہیں۔ بلکہ جہاں ان کا بس چلتا ہے۔ اپنے محسن مسلمانوں کو ریاستی حکام کے ذریعہ مصائب میں مبتلا کر رہے ہیں۔

"ملاپ" کا چیلنج

چنانچہ "ملاپ" (۱۰ فروری) نے مسلمان اخبارات کو چیلنج دیتے ہوئے لکھدیا ہے۔ کہ:۔

"مسلمان اخبارات کی طرف سے یہ پراپگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ ریاست جموں میں جگہ جگہ مسلمانوں نے ہندوؤں کی حفاظت کی۔ اور انہیں اپنے گھروں میں پناہ دی۔ ہم حیران ہیں۔ کہ مسلمان اخبارات کی طرف سے یہ غلط بیانی کس جرأت اور حوصلے سے کی جا رہی ہے۔ ہم مسلمان اخبارات کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وُہ ریاست بھر سے کوئی ایک مثال پیش کریں جس سے یہ واضح ہو۔ کہ مسلمانوں نے کہیں کسی ہندو کو پناہ دی"

اس چیلنج کے جواب میں مثالیں تو بہت سی پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن جب "ملاپ" نے انکار پر کمر باندھ رکھی ہو۔ اور اس کی غرض تمام مسلمانوں کو مجرم قرار دینا ہو۔ تو امید نہیں۔ کہ صاف سے صاف مثالوں کو بھی تسلیم کرنے کے لئے وُہ تیار ہو۔ اس لئے ایک نہیں۔ بلکہ دو مثالیں خود "ملاپ" ہی کے بیانات سے پیش کرتے ہیں۔ تاکہ اس کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

"ملاپ" کے بیان سے پہلی مثال

"ملاپ" اپنے ۱۲۔ فروری کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

"مسمی اکرم خاں نمبردار سکنہ موضع سوہلا تحصیل کوٹلی نے بذریعہ درخواست رجسٹری وزیر وزارت صاحب میرپور کی خدمت میں فریاد کی۔ کہ میں نے مالیہ بھی وصول کیا ہے۔ اور چند ہندوؤں کی امداد بھی کی ہے۔ جس پر باغی مجھے قتل کرنے اور گھر جلانے پر آمادہ ہیں"

اگرچہ اس سے بھی "ملاپ" کی یہی غرض ہے۔ کہ مسلمانوں کو "باغی" اور "قاتل" ظاہر کرے۔ لیکن اس میں کیا شُبہ ہے۔ کہ اکرم خاں نمبردار مسلمان ہے۔ اور اس کے قتل کرنے اور گھر جلانے کی جو وجہ بتائی گئی ہے۔ وُہ یہی ہے۔ کہ اس نے ہندوؤں کی امداد کی۔ یعنی انہیں فسادات کے دوران میں پناہ دی۔ اور ممکن ہے۔ ان کی امداد کرتے ہوئے اس نے مسلمانوں سے ایسا سلوک کیا ہو جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو خطرہ میں محسوس کرنے لگا ہو۔ اور اسی لئے اس نے بذریعہ رجسٹری وزیر وزارت کو اطلاع دی ہو۔

پس اس سے ثابت ہے۔ کہ اکرم خاں نمبردار نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر ہندوؤں کی امداد کی۔ اور ان کی خاطر خود تکلیف اٹھانا گوارا کیا۔

دُوسری مثال

دوسری مثال ۱۶۔ فروری کے "ملاپ" سے پیش کی جاتی ہے جو پنجاب مہابیرول اور سناتن دھرم سبھا کے نمائندوں کے چشم دید بیان میں موجود ہے۔ چنانچہ موضع کھوٹی رٹہ کے متعلق لکھا ہے:۔

"یہاں کے تقریباً ۱۵۰ آدمی عنایت خاں ذیلدار کے گھر پناہ گزین ہیں۔ جن کو تا دم تحریر وہاں سے نکال کر کسی محفوظ جگہ نہیں پہونچایا گیا"

اسی گاؤں کے متعلق نمائندہ "سٹیٹسمین" (۱۲۔ فروری) نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ جو کچھ لکھا ہے۔ وُہ یہ ہے:۔

"کھوٹی رٹہ کے گاؤں میں ۱۶۷۔ ہندوؤں کو مسلمانوں نے اپنے گھروں میں پناہ دی۔ اور جس طرح انہوں نے اپنی حفاظت کی۔ اسی طرح ان کی بھی کی۔ ایک مسلمان زمیندار مسمی عنایت خان نے اپنے ہندو دوستوں کی کامل حفاظت کی۔ اسی طرح موضع گنی میں بھی مسلمانوں نے ان ہندو معززین کے مال و متاع کی حفاظت کی۔ جو گاؤں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اور ان کے مال و متاع کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ مسلمانوں نے ان کے مال و اسباب میں سے ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہونے دیا"

مسلمان نمبرداروں اور ذیلداروں پر غلط الزام

ہندو اخبارات اور ہندو نامہ نگاروں نے فسادات کے سلسلہ میں مسلمان نمبرداروں اور ذیلداروں کو خاص طور پر مورد الزام بنانے کی کوشش کی ہے۔ اور فسادات کا ذمہ دار ان کو قرار دیا ہے۔ لیکن اب خود ان کے بیانات سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ نہ صرف مسلمان نمبرداروں اور ذیلداروں نے بلکہ دوسرے مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کی ہر طرح امداد کی۔ انہیں اپنے گھروں میں پناہ دی۔ ان کے کھانے پینے کا انتظام کیا۔ ان کی جائدادوں اور مکانات کی حفاظت کی۔ ایسی صورت میں "ملاپ" اور دوسرے ہندو اخبارات کا اس امداد سے کھلم کھلا انکار کرنا حد درجہ کی احسان فراموشی نہیں تو اور کیا ہے۔

غلط افواہوں نے ہندوؤں کو گھروں سے نکالا

"سٹیٹسمین" کے مندرجہ بالا بیان سے جو "ملاپ" ہی کے بیان کی تفصیل ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کے اپنے گھروں کو چھوڑنے اور خوف و ہراس کا اظہار کرنے کی بڑی وجہ وہی غلط اور بے بنیاد افواہیں تھیں۔ جو ہندو اخبارات نے ریاست کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہونچا دیں۔ اور ہندو ان سے خوف زدہ ہو کر بغیر خطرہ کو دیکھے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے اور جن دیہات کے متعلق خود ہندوؤں کے بیانات سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہاں مسلمانوں نے ہندوؤں کے مکانات اور انکے مال و اسباب کو اپنی حفاظت میں رکھا۔ اور کسی نے ایک ذرہ بھی نقصان نہ کیا وہاں کے ہندوؤں کے لئے گاؤں چھوڑ دینے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اور اگر مسلمان "باغی" بن کر لوٹ مار پر اتر آئے تھے۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ جو مکانات ہندو خود بخود خالی کر کے چلے آئے۔ ان میں سے ایک تنکا بھی نہ اٹھاتے۔ بلکہ انہیں اپنے پاس امانت سمجھکر ان کی پوری طرح حفاظت کرتے۔ مسلمانوں نے ایک دو جگہ نہیں۔ بلکہ بہت سے دیہات میں ایسا ہی کیا۔ اور باوجود یہ جانتے ہوئے کہ فتنہ انگیزی کا موجب ہندو ہی ہیں۔ ان کی اور ان کے مال و اسباب کی پُوری حفاظت کی لیکن اب جبکہ ریاستی حکام فوج اور پولیس کے ذریعہ مُسلمانوں کو تشدد کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ ہندو اس کوشش میں ہیں۔ کہ مسلمان کو بچنے نہ دیں۔ اسی لئے وُہ ہر اس شخص کو بھی جس نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر ان کی حفاظت کی مبتلائے مصائب کرنے کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ گو کسی نے انہیں کوئی مدد نہیں دی تھی۔

فسادات میں مسلمانوں کا نقصان

اصل بات یہ ہے۔ کہ فسادات کے دوران میں جن لوگوں نے لوٹ مار کی۔ یا دیگر معیوب حرکات کے مرتکب ہوئے۔ ان میں ہندو مسلمانوں کی تخصیص نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح جان و مال کے نقصان کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ صرف ہندوؤں کا ہی ہوا اور مسلمان محفوظ رہے۔ چنانچہ ریاست کے سرکاری بیان میں مسلمانوں کے قتل ہونے کا ذکر موجود ہے۔ اور "ملاپ" (۱۶ فروری) نے خود لکھا ہے۔ کہ:-

"سینکڑوں ہزاروں ہندو اور مسلمان خانماں برباد ہوکر جنگلوں میں نان شبینہ سے محروم ہو رہے ہیں۔ بہت سے تنومند انسان موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں"۔

جیسا کہ ہندو اخبارات اور ریاستی بیانات میں کہا جاتا ہے اگر فسادی مسلمان ہی تھے۔ اور ہر قسم کے جرائم کا ارتکاب انہوں نے ہی کیا۔ ہندو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ یا بلاوجہ خوف زدہ ہوکر اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ جنگلوں میں جا چھپے۔ تو پھر بالفاظ "ملاپ" سینکڑوں۔ ہزاروں مسلمان کس طرح خانماں برباد ہوگئے۔ کیا مسلمانوں کو بے خانماں بنانے والے خود مسلمان ہی تھے۔ اگر مسلمان ہی تھے۔ تو پھر ان فسادات کو فرقہ وارانہ رنگ دینا اور یہ کہنا۔ کہ مسلمانوں نے ریاست کے ہندوؤں کو تباہ و برباد کر دیا۔ غلط ہوگیا۔ اس کی بجائے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ فسادیوں نے بلا تمیز ہندو مسلمان سب کو نقصان پہونچایا۔ اور اگر مسلمانوں کو ہندوؤں نے بے خانماں بنایا۔ اور فی الواقعہ ایسا ہی ہوا ہے۔ تو کیوں ہندوؤں کو بھی ریاست کی تباہی و بربادی کا موجب نہیں قرار دیا جاتا۔ اور کیوں ان کے خلاف بھی کارروائی نہیں کیجاتی۔

غرض ان فسادات میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو بے حد نقصان پہونچایا ہے۔ اور رہی سہی کسر حکام ریاست نکال رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے خود ہندوؤں کے بیانات سے ثابت ہے۔ کہ مسلمانوں نے ہر طرح ہندوؤں کی امداد کی۔ اور انہیں اپنی پناہ میں رکھا۔ اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کی طرف سے یہ بدلہ مل رہا ہے۔ کہ وہ تمام کے تمام مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔

ریاست میں آریوں کی وجہ سے خطرہ

حال کے فسادات کے نہایت مبالغہ آمیز افسانے مشہور کرنے اور ہندوؤں کی تباہی و بربادی کی داستانیں بیان کرنے پر آریوں کو اس بات کا موقعہ مل گیا ہے۔ کہ وہ ریاست میں جگہ جگہ ہندوؤں کو مالی امداد دینے کے بہانے پہونچ گئے ہیں۔ ریاست نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے طبی وفد کو بھی مسلمان زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور انہیں طبی امداد دینے کی اجازت نہ دی۔ لیکن آریہ کھلے طور پر ریاست میں پھر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو پھنسانے کے لئے ہندوؤں کو پٹیاں پڑھا رہے ہیں۔ حالانکہ ریاست میں سارے فتنہ و فساد کے بانی یہی لوگ ہیں۔ انہی کی وجہ سے۔ اور ان کے ہم عقیدہ اور ہم خیال ریاستی حکام کے باعث مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی حقوق میں جو پہلے ہی برائے نام تھے۔ دست اندازی شروع ہوئی۔ جس سے بڑھتے بڑھتے معاملہ اس حد تک پہونچ گیا جو سب کے سامنے ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ریاست نے ابھی تک آریوں کی فتنہ انگیزیوں کی کوئی روک تھام نہیں کی۔ بلکہ انہیں پہلے سے زیادہ شرارت کا موقعہ مل رہا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ حالات نہایت ہی نازک صورت اختیار کر چکے ہیں۔ مسلمانوں کے دل بے حد دکھے ہوئے ہیں۔ اور وہ اپنی مظلومیت کو انتہا پر پہونچا ہوا یقین کرتے ہیں۔ آریوں کی ایک خاصی تعداد کا ریاست میں پہونچ جانا۔ اور روپوؤں کی تھیلیاں لے کر جانا نہایت ہی خطرناک اور تباہ کن نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ وہ جو چاہیں گے۔ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں سے کہلائیں گے۔ اور ہر قسم کے جھوٹے الزامات کو درست قرار دینے کے لئے نہ معلوم کیا کیا کریں گے۔ حکام جو پہلے ہی مسلمانوں کے خلاف بھرے بیٹھے ہیں۔ سزائیں دے کر ملک میں مزید بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیں گے۔

پس ریاست کو چاہیئے۔ کہ علاقہ انگریزی سے جانے والے آریوں کو جلد سے جلد ریاست سے نکال دے۔ تاکہ فضا کی درستی اور امن کے قیام میں وہ روک ثابت نہ ہوسکیں۔

مہاراجہ کشمیر کے خلاف آریوں کی شرارتیں

آریوں کی سابقہ شرارتوں کا ہی ریاست کافی سے زیادہ خمیازہ بھگت رہی ہے۔ لیکن وہ اب اور بھی زیادہ زور کے ساتھ فتنہ انگیزی میں مصروف ہیں۔ ایک طرف تو وہ اشتعال انگیز طور پر ہندوؤں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ و جدال پر آمادہ کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف مہاراجہ صاحب بہادر کے خلاف الزام لگا رہے ہیں۔ چنانچہ آریہ سماج لاہور کے مندر میں ۱۴ فروری کو کشمیر ڈے مناتے ہوئے جو تقریریں کی گئیں۔ ان میں جہاں ایک آریہ پنڈت بدھ دیو نے یہ کہا۔ کہ "آج گردنوں کی ضرورت ہے۔ میں سر مانگتا ہوں"۔ وہاں پنڈت پرمانند نے یہ اعلان کیا۔ کہ

"اس سازش میں دربار جموں و کشمیر کا بھی ہاتھ ہے۔ روز چٹھیاں آرہی ہیں۔ کہ ہندوؤں پر ظلم و جبر ہو رہا ہے۔ دوسری طرف اخباروں میں چھپ رہا ہے۔ کہ شانتی قائم ہو رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مہاراجہ صاحب کیا کر رہے ہیں۔ یاد رکھو۔ اگر دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہو۔ تو اپنے بل پر ہی زندہ رہو"۔ (ملاپ ۱۶- فروری)

ریاست اور خاص کر مہاراجہ صاحب کی ذات کے خلاف کیسے کھلے طور پر ہندوؤں کو مشتعل کیا جارہا ہے۔ ایسے لوگوں کی ریاست میں موجودگی ریاست کے لئے نہایت ہی خطرناک ہے۔ ریاست کو اگر مسلمانوں کی حفاظت کے خیال سے نہیں۔ تو اپنی بہتری کے لئے ہی جلد سے جلد ادھر متوجہ ہونا چاہیئے۔

جبراً مسلمان بنانے اور عصمت دری کرنے کے جھوٹے الزامات

ہندو اخبارات نے مسلمانان ریاست پر دوسرے بے بنیاد الزامات لگانے کے سلسلہ میں ہندوؤں کو مسلمان بنانے اور ہندو عورتوں کی عصمت دری کرنے بلکہ ان کے ساتھ باقاعدہ نکاح پڑھا لینے پر بہت زور دیا ہے۔ حتیٰ کہ ملاپ (۱۶ فروری) نے یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ:-

(۱) "میرپور راجوری اور بھمبر کے علاقہ جات میں چند شہروں کو چھوڑ کر کسی بھی جگہ کہیں کوئی ہندو نظر نہیں آتا"۔

(۲) "دیہاتی علاقہ کی قریباً قریباً تمام ہندو لڑکیوں کو جنکی عمر ۱۳ برس سے اوپر تھی۔ حملہ آوروں نے ترپت کر کے نکاح کر لئے ہیں۔ لڑکیاں اب تک انہیں لوگوں کے پاس دیہات میں ہیں"

کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہندوؤں کو مسلمانوں پر الزام لگاتے ہوئے اپنی عزت کا بھی کچھ خیال نہیں۔ اور یہ لوگ دروغ گوئی میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں۔ کہ دیہاتی علاقہ کی قریباً قریباً تمام ہندو لڑکیوں کی عصمت خراب ہو جانے اور مسلمانوں کے نکاح میں آجانے کا کھلے بندوں اعلان کر رہے ہیں۔ لیکن یہ محض اس دشمنی اور عداوت کا نتیجہ ہے۔ جو ان لوگوں کے دلوں میں مسلمانوں کے متعلق پائی جاتی ہے۔ اور جس کی خاطر انہیں اپنی عزت و آبرو کی بھی کوئی پرواہ نہیں۔ ورنہ یہ قطعاً جھوٹ اور سراسر کذب ہے۔ چنانچہ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے نامہ نگار خصوصی نے حال ہی میں لکھا ہے۔ کہ

"تحصیل میرپور میں ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کے متعلق جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ان کے متعلق اب قطعی طور پر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ وہ مبالغہ آمیز ہیں۔ ہر تھانہ میں حکم دیا گیا ہے۔ کہ خاص طور پر تحقیقات کی جائے۔ اور اگر اس نوع کے جرائم واقعی رونما ہوئے ہیں۔ تو انہیں منظر عام پر لایا جائے۔ ابھی تک برطانوی افسروں کے سامنے اس نوع کا ایک واقعہ بھی ثابت نہیں کیا جاسکا۔ کہ کسی عورت کی عصمت دری کی گئی ہو۔ یا کسی کو جبراً دائرہ اسلام میں لایا گیا ہو"۔

یہ ہے۔ ان تمام الزامات کی حقیقت، جو ہندو اخبارات میں شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں پر لگائے جا رہے ہیں۔ کاش ہندوؤں کو مسلمانوں کی عداوت اس قدر اندھا نہ کر دیتی۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے ننگ و ناموس کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیتے۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جھوٹ کا غلط الزام

"تحقیقتِ مرزا" نام سے ماسٹر محمد ادریس صاحب سکرٹری انجمن اصلاح المسلمین دہلی نے ایک ٹریکٹ شایع کیا ہے جس میں انہوں نے بیہودیانہ تلبیس سے کام لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر ناتمام حوالجات درج کرتے ہوئے بنارِ فاسد پر اعتراضات کی عمارت کھڑی کی ہے۔ اس وقت ان کے ایک اعتراض کا جواب درج ذیل کیا جاتا ہے :۔

شہادت القرآن کا حوالہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہادۃ القرآن میں صحیح بخاری کی طرف یہ حدیث منسوب کی ہے کہ امام مہدی کے لئے آسمان سے ندا آئے گی۔ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی

اس پر ماسٹر صاحب مذکور لکھتے ہیں، "کیا کوئی قادیانی اس حدیث کو صحیح بخاری میں دکھا سکتا ہے" پھر لکھا ہے، "ہم چیلنج کرتے ہیں۔ کہ کوئی مرزائی قیامت تک مرزا غلام احمد کے چہرے سے اس جھوٹ کو نہیں مٹا سکتا۔ اگر ہمت ہے، تو میدان میں آئیے۔ اور اپنے گرو کے چہرے سے اس جھوٹ کے دھبہ کو مٹائیے"۔

جھوٹ کی تعریف

سب سے پہلا امر جس سے معترض مذکور نے اپنی جہالت کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ لفظ "جھوٹ" کا اطلاق ہے، جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حوالہ پر کیا۔ کیونکہ جھوٹ تبھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ جب قائل کو معلوم ہو۔ کہ میں خلاف واقعہ بات بیان کر رہا ہوں۔ معمولی لغت المنجد میں بھی لکھا ہے۔ کذب۔ اخبر عن الشئ بخلاف ما ھو مع العلم بہ۔ یعنی خلاف بیانی کو کذب کہا جاتا ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ قائل کو معلوم ہو۔ کہ میں خلاف واقعہ بات بیان کر رہا ہوں۔ اس تعریف کے ماتحت کئی خلاف واقعہ باتیں سہو و نسیان کی ذیل میں تو آ سکینگی۔ مگر انہیں جھوٹ نہیں کہا جا سکتا۔ مثال کے طور پر دیکھو زید نے ایک شخص کو کسی دوست کے پاس بیٹھے دیکھا۔ اسی شخص کی تلاش میں جب کوئی اور شخص پھر رہا ہو اور زید اسے پتہ بتا دے۔ کہ وہ اپنے فلاں دوست کے پاس بیٹھا ہے۔ لیکن جب تلاش کرنے والا وہاں جائے۔ اور اسے نہ پائے۔ اس لئے کہ وہ اس جگہ سے چند منٹ پہلے چلا گیا ہو۔ تو یہ بتانے والے کا جھوٹ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اسے کیا معلوم تھا۔ کہ وہ اب بھی وہاں ہے۔ یا نہیں۔ پس اگر قائل کو اس بات کا علم نہ ہو۔ اور وہ کوئی بات کہدے۔ تو یہ سہو ہوگا۔ جھوٹ نہیں ہوگا۔

رسول کریم صلعم کا نسیان

حدیثوں میں آتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ عصر کی نماز بجائے چار رکعت پڑھانے کے دو رکعت پڑھائی۔ اور سلام پھیر دیا جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کیا نماز چھوٹی ہو گئی یا آپ بھول گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کل ذالک لم یکن۔ ان دونوں باتوں میں سے کچھ نہیں ہوا۔ نہ میں بھولا ہوں۔ نہ نماز کم ہوئی۔ مگر بعد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید تصدیق کے لئے لوگوں سے جب دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی ہے۔ تب آپ نے اور دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور سجدہ سہو کیا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ خلاف واقعہ بات بغیر علم کے بیان ہو جانا جھوٹ نہیں ہوتا۔ ورنہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ کا الزام لگیگا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا۔ نہ میں بھولا ہوں نہ نماز کم ہوئی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی۔ کہ آپ بھول گئے۔ اور چار کی بجائے دو رکعت نماز پڑھائی تھی۔ مگر چونکہ آپ کو اس کا علم نہیں تھا اس لئے اسے سہو کہا جائیگا۔

مہدی کے متعلق بخاری میں کوئی حدیث نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا حوالہ کا بھی یہی حال ہے۔ آپ سے سہو کیوجہ سے سبقت قلم کے رنگ میں بخاری کا نام لکھا گیا" اور اس امر کا ثبوت کہ یہ سہو کیوجہ سے ہوا۔ یہ ہے کہ آپ اس سے قبل متواتر تحریر فرما چکے تھے۔ کہ بخاری میں امام مہدی کے متعلق کوئی حدیث نہیں چنانچہ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں،۔ "میں کہتا ہوں۔ کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں۔ اسی وجہ سے امامین حدیث نے ان کو نہیں لیا" (ص ۲۳۵ طبع سوم)

پھر فرماتے ہیں :۔

"اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا۔ اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا۔ تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنی صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچکر آگے رکھ دیا۔ اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے بتلا دیا۔ کہ فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا۔ لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا۔ جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہی ہیں"۔ (ص ۲۱۶)

حدیث کا صحیح حوالہ

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود یہ امر تسلیم فرماتے ہیں۔ کہ بخاری میں مہدی کے متعلق کوئی حدیث نہیں اس صورت میں جب شہادۃ القرآن میں بخاری کا نام لکھا گیا۔ تو یہ یقیناً سہو ہے۔ نہ کہ جھوٹ۔ جھوٹ تب ہوتا۔ جب مخالفین یہ ثابت کر سکتے۔ کہ ایسی کوئی حدیث کسی کتاب میں بھی موجود نہیں۔ اس حدیث کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ابو نعیم اور تلخیص المتشابہ میں حضرت ابن عمر رضی سے یہ روایت مذکور ہے۔ پھر نواب صدیق الحسن خان صاحب نے بھی اپنی کتاب حجج الکرامہ ص ۳۶۶ میں اسے درج کیا ہے۔ نیز علامہ سندی نے ھذا خلیفۃ اللہ المھدی والی روایت پر لکھا ہے۔

"کذا ذکرہ السیوطی وفی الزوائد ھذا اسناد صحیح رجالہ ثقات ورواہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین" (حاشیہ ابن ماجہ مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۶۹)

یعنی سیوطی نے بھی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ اور الزوائد میں ہے کہ اس کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں امام حاکم نے اپنی مستدرک میں بھی اس روایت کو نقل کیا، اور یہ الفاظ لکھے ہیں۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق بھی صحیح ہے۔

ان حوالجات کو پڑھ کر ہر سمجھدار انسان معلوم کر سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس حدیث کا حوالہ دیتے وقت مستدرک ابو نعیم۔ تلخیص المتشابہ۔ حجج الکرامہ اور دوسری کتب میں سے کسی کتاب کی بجائے بخاری کا نام لکھا گیا۔ اور اسے جھوٹ نہیں کہا جا سکتا۔

سہو کی مثالیں

اگر غور کیا جائے۔ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ سہو ایسی چیز ہے۔ جو بڑے سے بڑے شخص سے بھی صادر ہو سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اوپر بیان کی جا چکی ہے۔ اب ایک اور مثال سن لیجئے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی۔ ملا خسرو اور ملا عبد الحکیم ان تینوں نے اس امر کا ذکر کیا ہے۔ کہ حدیث یکثر لکم الاحادیث بعدی۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج کی ہے۔ (تلویح شرح توضیح جلد ا ص ۲۶۱) لیکن ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ بخاری میں یہ حدیث نہیں۔ کیا کوئی شخص ایسا ہے۔ جو اس حدیث کو صحیح بخاری سے نکال کر دکھا سکے، اور اگر نہ دکھا سکے۔ تو کیا وہ جھوٹ اور افترا، ان بزرگان ملت کی طرف منسوب کرنے کے لئے تیار ہوگا۔ اگر نہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ کہتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔

پھر ملا علی قاری لکھتے ہیں۔ حدیث خیر السودان ثلثۃ لقمان وبلال ومھجع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری فی صحیحہ عن واثلۃ بن الاسقع بہ مرفوعاً کذا ذکرہ ابن الربیع لکن قول البخاری سہو قلم اما من الناسخ او من المصنف فان الحدیث لیس من البخاری والذی فی المقاصد انما ھو رواہ الحاکم (موضوعات کبیر ص ۴۲) کہ حدیث خیر السودان ثلثۃ کے متعلق امام ابن الربیع نے لکھا ہے۔ کہ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ مگر بخاری کی طرف یہ امر منسوب کرنا سہو قلم ہے۔ خواہ ناقل سے ہوا یا مصنف سے۔ یہ حدیث بخاری میں نہیں۔ بلکہ جیسا کہ المقاصد میں مذکور ہے۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے۔

بہشتی مقبرہ کے متعلق چند سوالات کے جواب

۲۴ جنوری سنہ۳۲ء کے اخبار اہلحدیث میں ایک نامہ نگار نے اپنی نافہمی سے بہشتی مقبرہ کے متعلق چند سوالات کئے ہیں۔ جو اسی کے الفاظ میں درج ذیل کر کے ساتھ ہی جواب دئے جاتے ہیں۔

سوال اول:- "جو مقبرہ بہشتی کی زمین ہے آیا وہ مرزا صاحب نے الہامی طور پر بہشتی ظاہر کی تھی تو کیا حدود اربعہ بھی بتلایا ہوگا جس کے مابین وہ قطعہ زمین واقع ہے"

جواب:- بے شک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہام الٰہی کے ماتحت ایسا کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں "ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر پہونچ کر اس نے مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے ...... اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔"

باقی رہا حدود اربعہ کا سوال تو سوائے ذات واحد سبحانہ تعالیٰ کے وہ کونسی چیز ہے۔ جس کا حدود اربعہ نہیں۔ اگر سائل کا مطلب حدود اربعہ سے یہ ہے۔ کہ اسی طرح مقبرہ بہشتی کی زمین تھوڑے رقبہ کے اندر محدود اور مخصوص ہوگی جس کے پر ہو جانے پر دوسرے وصیت کرنے والوں کے لئے جگہ نہ رہیگی تو اس کا جواب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی دیدیا ہے فرماتے ہیں۔ "قبرستان کی موجودہ زمین بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے۔ لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائیگی (الوصیت صفحہ ۱۹)

پس وصیت کنندگان کی تعداد کے ساتھ ساتھ بہشتی مقبرہ کی بھی توسیع ہوتی رہیگی۔ اور ہوتی جا رہی ہے۔

دوسرا سوال:- "جس مرید نے اپنی جائداد کا حصہ مذکور پورے طور پر قادیان میں روانہ کر دیا۔ اگر مرنے کے بعد وہاں جگہ میسر ہو۔ تو اگر وہ آدمی باہر غیر ملک میں کہیں مر جائے۔ تو کیا اس کے مالی حصہ دینے سے اس کو پھر اس مقبرہ سے کوئی فائدہ پہنچ سکیگا یا نہیں"

جواب:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔ "اگر کوئی صاحب دسواں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پائیں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو۔ تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر یہ واقعات لکھے جائیں۔"

تیسرا سوال:- "اگر اس قبرستان کی زمین قبروں سے پر ہو جائے اور مالی حصہ ادا کرنے والا ابھی تک زندہ ہے۔ تو جو غرض اس کی تھی وہ پوری نہ ہوئی کیونکہ قبرستان بھر چکا ہے تو کیا اس کی جائداد کا حصہ واپس کر دیا جائیگا یا نہیں"

جواب:- اس کا جواب پہلے سوال کے جواب میں آ چکا ہے کہ ساتھ ساتھ بہشتی مقبرہ کی توسیع ہوتی رہیگی۔

چوتھا سوال:- "اگر اس قبرستان میں ملحقہ زمین داخل کر دی جائیگی تو وہ مقبرہ بہشتی تصور نہ ہوگا۔ کیونکہ حدبندی خود ملہم کر چکا ہے بعد میں دیگر کوئی شخص اپنی رائے سے کوئی دیگر زمین اس میں شامل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ بہشتی جگہ جو تھی وہ پہلے ہی مامور پر ظاہر ہو چکی تھی بعد میں کسی ایچ پیچ کی ضرورت نہیں"

جواب:- پہلے دیا جا چکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف تحریر فرما دیا ہے "اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائیگی"

پس اس کی حدبندی اپنے اندر اس قدر وسعت رکھتی ہے کہ قیامت تک اہل ایمان اس میں دفن ہوتے رہیں گے۔ اور یہ مبارک قبرستان قیامت کے دن ہی پر ہوگا

پانچواں سوال:- "مقبرہ بہشتی تو اس وقت ہو سکتا تھا جب گنہگار آدمی وہاں دفن ہو کر بہشتی ہو جائے ورنہ پرہیزگار تو جہاں پر دفن کئے جاویں جنتی ہی ہیں"

جواب:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا بھی جواب دیدیا ہے فرماتے ہیں "کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا"

(الوصیت صفحہ ۲۱ و ۲۲ حاشیہ)

اگر کوئی آریہ یہی سوال آپ سے کرے۔ کہ قرآن مجید کے متعلق جو ھدیً للمتقین آیا ہے یعنی قرآن شریف پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے تو قرآن ہدایت نامہ تو اس وقت ہو سکتا تھا جب گمراہوں کے لئے ہدایت ہوتا۔ پرہیزگار کے لئے ہدایت ہونے کا کیا مطلب۔ تو آپ کیا جواب دیں گے۔؟

چھٹا سوال:- "کیا کسی اور نبی نے بھی اپنی امت کے افراد کو حکم دیا تھا کہ اس قدر جائداد کا حصہ دینے پر فلاں مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے"

جواب:- ہاں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے افراد کو حکم دیا ہے کہ جو جنت میں جانا چاہے۔ وہ اپنے مال کی قربانی کرے یعنی مالدار لوگ ہر سال اپنے مال کا چالیسواں حصہ بیت المال میں داخل کریں۔ قرآن شریف میں ہے۔ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا تم اس وقت تک نیکی تک نہیں پہنچ سکتے جب تک مال خرچ نہ کرو۔ پس اگر حضرت مسیح موعود نے اشاعت اسلام کے لئے جائداد کے دسویں حصہ کا مطالبہ کیا تو عین قرآن کی اتباع ہے اعتراض کی بات نہیں

ساتواں سوال:- "مرزا صاحب کو جب الہامی طور پر بہشتی مقبرہ بتلایا گیا تو کتنی زمین بتلائی گئی"

جواب:- حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں" (الوصیت صفحہ ۱۷) اس سے زیادہ سوال کیا جا سکتا ہے۔

آٹھواں سوال:- "کیا کوئی کنجر ڈوم مراسی ڈفالی وغیرہ بھی اپنی جائداد سے حصہ دیکر وہاں پر دفن ہو سکتا ہے یا نہیں"

جواب:- اگر سائل "الوصیت" کو ہی پڑھ لیتا یا مولوی ثناء اللہ ہی جنہیں احمدیہ لٹریچر بہ نسبت احمدیوں سے زیادہ عبور حاصل ہونے کا دعویٰ ہے۔ الوصیت کے مطالب سے آگاہ ہوتے تو یقین ہے کبھی ایسے عامیانہ؛ دریدہ سوالات کر کے اپنی جہالت اور بے خبری کا مظاہرہ نہ کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے۔

"یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو۔ اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان۔ خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو" الوصیت صفحہ ۲۵

پھر فرماتے ہیں:-

"تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو۔ اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو۔ اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو"

"ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائداد نہیں۔ اور کوئی مالی خدمت نہیں کر سکتا۔ اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان (بہشتی مقبرہ) میں دفن ہو سکتا ہے" الوصیت صفحہ ۲۰ و ۲۱

افسوس یہ لوگ اعتراض کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں مگر جس امر پر اعتراض کرتے ہیں اس کے متعلق معمولی سی واقفیت بھی نہیں رکھتے۔ (خاکسار۔ حافظ سلیم احمد اٹاوی)

مہاراجہ صاحب بہادر جموں سے مسلمان نمائندوں کی ملاقات

چند دن ہوئے مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر سے مسلمان نمائندوں نے جو ملاقات کی تھی۔ اس کی مختصر روئداد الفضل میں شائع ہو چکی ہے اب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی وساطت سے مفصل گفتگو موصول ہوئی ہے۔ جو درج ذیل کیجاتی ہے ٭ (ایڈیٹر)

۲۸ جنوری کو مسلم نمائندگان مسٹر گلینسی صاحب کی ملاقات کے لئے ان کے بنگلہ پر گئے۔ ایک گھنٹہ تک حالات ملکی پر گفتگو ہوتی رہی اثنائے گفتگو میں شیخ محمد عبد اللہ صاحب۔ ایم۔ ایس سی کا ذکر بھی آگیا۔ نمائندگان نے شیخ صاحب موصوف کی گرفتاری ایسے وقت نامناسب قرار دی خصوصاً جبکہ شیخ صاحب نے بذریعہ تار یہ ظاہر کر دیا تھا۔ کہ میں کسی قسم کی خلاف ورزی قانون کر کے اپنے صوبہ میں بدامنی پیدا کرنا پسند نہیں کرتا ٭

سلسلہ کلام میں مسٹر گلینسی صاحب نے فرمایا۔ میں پرائم منسٹر صاحب سے اس بارہ میں مشورہ کروں گا۔ ۲۹ جنوری کو ہم سے کہا گیا۔ کہ ۳۰ جنوری ۱۹۳۲ء بوقت ۳ بجے شام عالی جناب مہاراجہ صاحب بہادر نے آپ کو شرف باریابی کا موقعہ مرحمت فرمایا ہے۔ آپ ان سے اپنی تکالیف عرض کریں۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ اس وقت صرف مہاراجہ بہادر اور آپ صاحبان ہوں گے۔ نمائندگان کے خیال میں یہ ملاقات مسٹر گلینسی صاحب کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ ۳۰ جنوری کو مسلم وفد ٹھیک ۳ بجے جناب مہاراجہ بہادر کے قیام گاہ پر حاضر ہوگیا۔ مہاراجہ بہادر کے اے ڈی کانگ صاحب نے مسلم وفد کو ملاقات کے کمرہ میں بٹھا دیا۔ ایک منٹ گزر جانے کے بعد حضور مہاراجہ بہادر اور پرائم منسٹر صاحب (راجہ ہری کشن کول) تشریف لائے۔ وفد نے تعظیماً کھڑے ہو کر سلام کیا۔ پرائم منسٹر صاحب نے چند سیکنڈ گزر جانے کے بعد بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر ارشاد فرمایا۔ کہ آپ میں سے جس صاحب نے کچھ عرض کرنا ہو۔ عرض کرے

ارکانِ وفد

وفد کے ارکان حسب ذیل تھے :-

(۱) شیخ محمد امین صاحب ملٹری کنٹراکٹر۔

(۲) چودہری غلام عباس صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

(۳) سید محمد امین شاہ صاحب سجادہ نشین

(۴) مستری یعقوب علی صاحب

شکریہ اور اظہارِ وفاداری

حسب فیصلہ مستری یعقوب علی صاحب نے سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے مہاراجہ بہادر کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا۔ حضور والا میں اپنی اور اپنے ہمراہیوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ حضور نے نہایت مہربانی سے باریابی کی اجازت بخش کر اس بات کا موقعہ عنایت فرمایا ہے۔ کہ ہم حضور کی مسلم رعایا کی موجودہ بے چینی کے حالات حضور کے گوش گزار کریں۔ اس شکر گزاری کے بعد ہم حضور کو اس بات کا بھی یقین دلاتے ہیں۔ کہ حضور کی رعایا کے مسلمان باوجود ان مصیبتوں کے جو ان پر وارد کی گئی ہیں۔ حضور کے وفادار اور فرمانبردار ہیں۔ اور یہ بات سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ کہ ہم باغی اور شورش پسند ہیں۔ ہماری سابقہ نسلی روایات اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ ہم نے ریاست کے قیام اور وسعت میں جو خدمات کی ہیں۔ غیر مسلم ریاستی باشندے ان سے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔

مسلمانوں کی تشویش کے اسباب

ہم اب بھی اس بات کے خواہش مند ہیں۔ کہ ریاست ہر طرح سے مہذب ممالک کے دوش بدوش ترقی کرے۔ مگر ہم کو ریاست کے نظم و نسق میں کچھ حصہ نہیں دیا جاتا۔ اور ہمیشہ ہم کو حضور کے روبرو باغی اور شورش پسند ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ حالانکہ اس سے صرف چند ماہ قبل ہماری عقیدت کا یہ حال تھا۔ کہ حضور جب شاہزادۂ بلند اقبال کو ساتھ لے کر یورپ سے واپس تشریف لائے تو مسلم رعایا کے گدا کرنے والوں تک نے چراغاں کیا۔ اور تشریف آوری کے وقت مسلم انجمنوں کی طرف سے کئی دروازے تیار کئے گئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ہماری تشویش کے اسباب بعد میں پیدا کئے گئے ہیں۔ اور ان میں وہی ارکانِ حکومت کا غیر مساویانہ سلوک اور مذہبی حملے ہیں۔ جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

(۱) قرآن کریم کی توہین اور خطبہ کی بندش وغیرہ

(۲) مالیہ کی زیادتی

(۳) سیاسی لیڈروں کی بے وجہ گرفتاری

(۴) بے ضرورت تشدّد

ان میں بیسیوں باتیں ہیں۔ جن کا ذکر اس سے قبل حضور کے سامنے ہو چکا ہے۔ یہ گفتگو ختم ہونے کے بعد پرائم منسٹر نے فرمایا :-

"قرآن کریم کا معاملہ مجھ سے پہلے کا ہے۔"

یعقوب علی :- معاملہ اگرچہ جناب کی آمد سے پہلے کا ہے مگر مسلمانوں کا صدمہ تازہ ہے۔ اس لئے توہین کرنے والوں کو سزا ملنی ضروری ہے ٭

حد سے بڑھا ہوا مالیہ

پرائم منسٹر :- مالیہ میں مناسب تخفیف کر دی گئی ہے۔ اور یہ کافی ہے۔ کیونکہ مالیہ کی تجویز آج سے بہت قبل مسٹر لارنس نے کی ہوئی ہے۔ اس کے بعد بھی کئی دفعہ اس کی نظر ثانی ہو چکی ہے۔ اس لئے مالیہ مناسب ہے ٭

یعقوب علی :- بے شک مسٹر لارنس نے سمت ۱۹۴۶ بکرمی میں جو مالیہ تجویز کیا تھا۔ وہ بہت مناسب تھا۔ مگر شاید حضور کو معلوم نہ ہو۔ کہ جب کبھی اس مالیہ پر بندوبست کے ذریعہ نظر ثانی ہوئی۔ تو اس میں زیادتی ہوتی گئی۔ اور اب لارنس کے تجویز کردہ مالیہ سے چار گناہ زیادہ ہے۔ سرکار انگریزی کے علاقہ سے ریاست کا جو علاقہ ملحق ہے اس کے مالیہ کے اعداد و شمار پر غور کیا جائے۔ تو ریاست کا مالیہ چار گناہ زیادہ ہے۔ مالیہ کی زیادتی کے علاوہ گھی اور چرائی بھی موجود ہے۔ مگر پھر بھی گھوڑوں بھینسوں پر علیحدہ ٹیکس ہے اور درختوں پر بھی ٹیکس ہے۔ اگر یہ سب ٹیکس مالیہ کے ساتھ شامل کئے جائیں۔ تو زمیندار کے پاس روٹی تک کھانے کے لئے نہیں رہتی اور سب پیداوار مالیہ وغیرہ کی صورت میں زمیندار سے وصول کر لی جاتی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ حضور ازراہ عنایت شاہانہ زمیندار کے حال پر رحم فرمائیں۔ اور کچھ زیادہ تخفیف مالیہ میں کرنے کا ارشاد فرمائیں ٭

پرائم منسٹر :- اول تو مالیہ مناسب ہے۔ دوسرے گلینسی تحقیقات کر رہے ہے۔ تیسرے زمینداروں کو چاہیئے۔ کہ مالیہ ادا کر دیں۔ بعد میں واپس کر دیا جائیگا ٭

یعقوب علی :- مالیہ بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ میں اعداد شمار سے ثابت کرتا ہوں۔ مثلاً اگر سرکار انگریزی میں ۱۲ آنے فی کنال مالیہ ہے تو ریاست میں ۱۲ آنے کے قریب ہے۔ پھر بھی رعایا میں سے جن کے پاس مالیہ موجود ہے۔ وہ تو مناسب مالیہ ادا کرنے کو تیار ہیں۔ مگر جن کے پاس موجود ہی نہیں۔ وہ کہاں سے ادا کریں۔ خصوصاً جو طریق جبریہ مالیہ کی وصولی کا آپ کی حکومت کے ملازموں نے شروع کر رکھا ہے۔ کہ رات کے وقت گاؤں میں جا کر مکان بند کر لینا اور گھروں کے اندر گھس کر لوگوں کو بے عزت کرنا۔ اور ان کے مال مویشی اور زیور چھین لینا۔ ایسا معیوب طریق اس بیسویں صدی میں مہذب ممالک کے لئے بہت غیر موزون ہے ٭

پرائم منسٹر :- ہمارے سپاہی رات کے وقت نہیں گئے بلکہ دن کو گئے۔ اور نمبرداروں کو بلا کر کہا۔ کہ مالیہ ادا کر دو۔ مگر وہ بھاگ گئے اس کے بعد خود زمینداروں نے زیور اتار کر دے دیئے اور مویشی بھی سپرد کر دیئے کوئی زبردستی نہیں کی گئی۔ زبردستی کرنے کی سب کہانی غلط ہے ٭

یعقوب علی:۔ میری بات خود حضور کی زبانی ثابت ہوگئی کہ رعایا بہت پر امن ہے اور اگر رقم مالیہ موجود نہ ہو تو زیور تک اتار دینے کو تیار ہے۔ مویشی بھی سپرد کر دیتی ہے۔ پھر ایسی پر امن رعایا پر آگ کی بارش کیوں برسائی جاتی ہے۔ اور اسے باغی کیوں کہا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کی شورش کا باعث جناب کے افسران کا کوئی غیر دانشمندانہ فعل ہے۔

غلط رپورٹیں

پرائم منسٹر:۔ ہمارے پاس رپورٹیں آئی ہیں۔ کہ انہوں نے بے وجہ گاؤں لوٹ لیے اس سے زیادہ غیر فرمانبردار رعایا اور کہاں ہو سکتی ہے اور مالیہ دینے سے بھی انکار کرتی ہے۔

یعقوب علی:۔ کیا حضور نے ان رپورٹوں کی تصدیق فرمائی۔ کہ جملہ رپورٹیں درست ہیں۔ یا غلط۔ میرے خیال میں اکثر حصہ غلط ہوتا ہے اور مذہبی تعصب پر مبنی ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلی دفعہ جب میرپور کے ہندوؤں نے جموں کے ہندوؤں کو خبر دی۔ اور اخبارات میں بھی شائع کرا دیا کہ ہم مارے گئے۔ جلائے گئے۔ تو جموں کے ہندوؤں نے بلا تحقیقات فوراً ایک میٹنگ کر کے ہندو داہل شہر کو مسلمانوں کے خلاف ابھارا اور مہاراجہ صاحب کے حضور ٹڈی دل کی ہجوم آ گئے۔ اور حضور مہاراجہ کے امن میں مخل ہوئے وہاں بہت شور مچایا مگر بعد میں معاملہ سب غلط نکلا۔ اس سے قبل خاکسار نے جناب کو سری نگر میں لال سنگھ کے جموں کے لیکچروں کی طرف توجہ دلائی کہ وہ ہندوؤں کے مجمع کثیر میں نہ صرف مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو بھڑکاتا ہے بلکہ خاندان شاہی پر بھی الزام لگاتا ہے۔ لیکن جناب نے اس خبر کو مجھ سے سن کر تعجب کا اظہار فرمایا۔ کہ ایسی بات کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور مجھے ابھی تک خبر نہیں بالآخر جناب نے جموں ٹیلیفون کر کے خبر کی تصدیق فرمائی۔ اور میری رپورٹ درست نکلی۔ لیکن جناب نے باوجود خبر درست ہونے کے کوئی کارروائی نہ کی۔ اس چشم پوشی سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ قانون صرف مسلمانوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ہندو قانون سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ اس آزادی نے لال سنگھ وغیرہ کو جرأت دلائی اور انہوں نے ۲ نومبر کو دلیری کے ساتھ مسلمانوں کو قتل کیا۔

پرائم منسٹر:۔ آپ میرپور گئے اور آگ لگا دی لوگ میرے پاس آئے اور مالیہ کی رقم مجھے دکھا کر کہتے تھے کہ ہم کو ایسوسی ایشن نے منع کیا ہے اس لئے نہیں دیتے۔ لاتھر بھی کہتا ہے کہ انہوں نے آگ لگائی ہے۔ باقی رہیں اطلاعات۔ بعض جو ضروری ہوتی ہیں وہ پہنچا دی جاتی ہیں۔ اور جو غیر ضروری ہوں۔ وہ دفتر کے ذریعہ ہیں۔

یعقوب علی:۔ یہ بات غلط ہے بلکہ لاتھر صاحب کے بنگلہ پر ان کی موجودگی میں مولوی محمد یوسف اور کریم بخش صاحب کو بلا کر کہا گیا۔ کہ آپ امن کا وعظ کریں اور مالیہ کے لئے لوگوں کو کہیں۔ کہ اگر مالیہ موجود ہو تو دیدیں سرکار وعدہ کرتی ہے کہ ہم زیادہ مالیہ واپس کر دیں گے۔ ہاں جن کے پاس مالیہ نہیں ہے وہ نہ ادا کریں۔ اسی طرح مسٹر لاتھر کو کہا گیا۔ کہ آپ اپنے سپاہیوں کو کہہ دیں۔ کہ وہ ناجائز سختی نہ کریں چنانچہ اس تحریک کا یہ اثر ہوا۔ کہ کچھ معاملہ وصول ہونا شروع ہو گیا۔ لیکن حکومت کے آدمیوں نے نماز پڑھتے ہوئے مسلمانوں پر گولیاں برسائیں سارا راجوری کا علاقہ مشتعل کر دیا۔ باقی رہیں اطلاعات ایسے اشتعال انگیز لیکچر دینے والے کی جن میں خاندان شاہی کے خلاف جھوٹے الزام لگائے گئے۔ ان کا انسداد از حد ضروری تھا۔ لیکن آپ کے محکمہ کے افسر نے اس لئے ضروری نہ سمجھا کہ ملزم ہندو تھا۔

مسلمان لیڈروں کی روش

پرائم منسٹر:۔ آج تک لیڈروں نے حکومت کی مخالفت کرنا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے۔ ورنہ جہاں لیڈر کا کام قوم کی رہنمائی کرنا ہے۔ وہاں حکومت کی ہمدردی بھی ہے اور ملک کے اندر امن اور شانتی پیدا کرنا بھی اس کا فرض ہے۔

یعقوب علی:۔ ہم نے تو آج تک حکومت کے خلاف کبھی ایک قدم نہیں اٹھایا۔ صرف اپنی شکایات۔ ضروریات معروضات حکومت کے سامنے پیش کیں لیکن حکومت کی طرف سے ہم کو ہمیشہ غیر مناسب جواب ملا۔

غلام عباس:۔ شیخ عبداللہ وغیرہ کو آزاد کیا جائے اور مالیہ کی تخفیف کی جائے شیخ عبداللہ کا اس وقت کوئی قصور نہ تھا۔ اس نے امن کا اشتہار بھی دیدیا تھا۔

مہاراجہ صاحب:۔ عبداللہ کو کئی دفعہ چھوڑا گیا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں نے حکومت کو کمزور سمجھا۔

پرائم منسٹر:۔ نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھایا گیا۔

عمال ریاست کی ریاست سے دشمنی

غلام عباس:۔ ہم ہمیشہ سے فرمانبردار ہیں۔ اور ہماری انتہائی کوشش ہے کہ ریاست میں امن رہے۔ لیکن مدبران ریاست جن کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہے۔ خود امن کے خواہاں نہیں معلوم ہوتا ہے کہ عمال حکومت کو خود سرکار والا سے کوئی دیرینہ کاوش اور پرخاش ہے۔ جس کا اب وہ بدلہ لے رہے ہیں لیکن وہ وقت بہت قریب آ رہا ہے جب حضور پر تمام حالات روشن ہو جائیں گے۔ اور حضور کو معلوم ہو جائیگا کہ عمال حکومت کا منشاء ریاست کو زیر و زبر کرنا ہے۔ کشمیر میں شیخ عبداللہ کی گرفتاری کا مقصد محض یہ تھا کہ صوبہ جموں کی شورش عمال حکومت کو کم محسوس ہوتی تھی وہ یہ چاہتے تھے کہ تمام ریاست میں بہ یک وقت شورش برپا ہو جائے۔ اور تمام حالات کو بے قابو بنایا جائے ورنہ وہاں موجودہ پر امن حالات میں گرفتاریاں عمل میں لانا بے معنی تھا۔

مہاراجہ بہادر:۔ (بات کاٹ کر) اس سے بڑھ کر اور کیا فرمانبرداری ہوگی جو ظہور میں آ رہی ہے۔

غلام عباس:۔ حضور نے جس فساد کی طرف اشارہ فرمایا ہے ہمارا اس میں کچھ قصور نہیں۔ یہ سب کھیل ان لوگوں کا کھیلا ہوا ہے جو ملک کے اندر امن نہیں چاہتے اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ملک کے اندر بدامنی پیدا کرنا اپنی روزی کا سامان سمجھ رکھا ہے۔ اور وہی حکومت کے بدخواہ ہیں۔

یعقوب علی:۔ حضور سے ہماری فرمانبرداری چھپی ہوئی نہیں ہم انہی کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے پشت پر توپیں اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر پہنچائیں اور دشمن کو مغلوب کر کے ریاست کی وسعت کی۔ اس جنگ سرحد کی اموات کی تعداد ملاحظہ فرمائی جائے۔ کس قدر ہندو کام آئے اور کس قدر مسلمان جاں نثاری کرتے ہوئے کام آئے۔ اب بھی حضور اگر کوئی امتحان لینا چاہیں تو ہم ثابت قدم رہیں گے

غلط خبریں کس نے پھیلائیں

پرائم منسٹر:۔ آپ بحث بند کر دیں۔ بات ختم کر دیں۔ آپ نے بدامنی پھیلا دی ہے غلط خبریں پھیلا کر سب انتظام خراب کر دیا ہے

یعقوب علی:۔ ہم تو غلط خبر دینا گناہ سمجھتے ہیں غلط خبریں تو خود ہندوؤں اور ہندوؤں کے اخباروں نے پھیلائیں۔ جن کو سن کر جموں کے کثیر ہندو جمع ہو کر آئے اور مہاراجہ بہادر کے آرام میں مخل ہوئے۔ مسلمانوں کے خلاف بھی قتل کی سازش کرنے لگے۔

وزیر صاحب نے ہندوؤں کے محل شاہی پر جمع ہونے کا ذکر سن کر مہاراجہ بہادر کی طرف دیکھا۔ اور جب مہاراجہ بہادر نے جواب اثبات میں دیا تو خاموش ہو رہے۔ پھر ہم سے فرمایا آپ ہی اس خبر کی تردید کر دیتے آپ کا بھی فرض تھا

یعقوب علی:۔ بے شک میرا فرض تھا۔ اور میں نے یہ فرض ادا بھی کیا لیکن ہندو بھائیوں نے نہ مانا۔ مگر آپ یہ فرمائیں۔ کیا پبلسٹی بورڈ کا فرض نہیں تھا۔ کہ وہ اس غلط خبر کی تردید اسی وقت کر کے شہر کے اندر بدامنی نہ پیدا ہونے دیتا۔ وہ لوگ ہزاروں روپے تنخواہ کس بات کی کھاتے ہیں

ریاست کا حسن انتظام

باقی رہا حسن انتظام مجھے صرف اس قدر علم ہے۔ کہ آج سے چالیس سال قبل جب اندرون ریاست کے وزرا تھے۔ باوجود ریاست کی آمدنی کم ہونے کے خزانہ معمور تھا۔ مگر اب نصف کروڑ روپیہ آمدنی میں اضافہ کے باوجود ریاست کا

خزانہ خالی ہے۔ ریاست میں ریشم باغات باقی کے کارخانے بھی شروع ہوئے۔ پچاس روپے تنخواہ لے کر عجائب گھر جیسی بے نظیر بلڈنگ اور رام بن کا پل بھی بنا سکتے تھے امن کے لحاظ سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بیاہ شادی بیرایک دوسرے کے ساتھ بھائی بھائی کا سا سلوک تھا۔ ریاست کا نباہ ہوا کا نمذ تمام محکمہ جات میں خرچ ہوتا تھا۔ اس وقت ریاست کے وزراء علم کے زیور سے اس قدر مزین نہ تھے لیکن امن اور صنعت ترقی پر تھے لیکن اب جبکہ راعی اور رعایا بھی وہی ہے اور ریاست کے ارباب حل وعقد بھی علم کے زیور سے مزین ہیں تنخواہیں بھی سابقہ وزیروں سے بہت لیتے ہیں لیکن امن مفقود اور صنعت زوال پر ہے یہ حسن انتظام بھی قابل غور ہے۔

مہاراجہ صاحب سے درخواست اور وزیر اعظم کا جواب

ہم حضور کی رعایا بلکہ پرجا ہیں اگر ہم سے کچھ قصور ہوا ہے تو حضور دست شفقت بڑھائیں ہمارے قصور معاف فرمائیں اگر ہم نے قصور کئے ہیں تو طمانچے بھی کھا چکے ہیں۔ ابھی مہاراجہ صاحب کچھ فرمانے ہی کو تھے کہ وزیر صاحب بولے "ہاں ہاں" مگر دیکھئے نا۔ وہاں میرپور میں اور راجوری میں مکان جلا دئے لوٹ لیا برباد کر دیا اس قسم کے کام پہلے بھی نہیں کرتے اس کا کیا علاج ہے

یعقوب علی:۔ تحقیقات فرمائیے اور ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کو سزا دیجئے خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان

تشدد کی شکایت

پرائم منسٹر:۔ جب ذرا تشدد کیا جاتا ہے تو آپ پھر شور مچاتے اور کہتے ہیں تشدد ہوتا ہے اب لوٹ مار کرنے والے آدمیوں کو کس طرح پکڑا جائے۔ کوئی کہاں چلا گیا کوئی کدھر بھاگ گیا ابھی آپ نے مالیہ کے بارہ میں تشدد کی شکایت کی حالانکہ سرکاری علاقہ میں رات کے وقت بھی ایسے حالات میں مالیہ وصول کر لیا جاتا ہے اور سختی بھی کرتے ہیں۔

یعقوب علی:۔ آپ اس سختی میں گورنمنٹ انگریزی سے ہم کو کیوں نسبت دیتے ہیں۔

پرائم منسٹر:۔ آپ مالیہ میں برطانوی علاقہ سے کیوں نسبت چاہتے ہیں۔ اور تشدد میں نہیں چاہتے۔

یعقوب علی:۔ مالیہ میں اس لئے نسبت چاہتے ہیں کہ مالیہ کا انحصار زمین کی پیداوار پر ہے۔ اور سختی کی نسبت اس لئے نہیں چاہتے۔ کہ برطانوی ہند کی رعایا کی طرح ہم یہ نہیں کہتے کہ حکمران اپنی حکومت ہمیں دیدے۔ اور خود اس ملک سے نکل جائے۔ بلکہ اس کے برعکس ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمارا موجودہ حکمران خاندان ہم پر نسلاً بعد نسلٍ حکومت کرے لیکن ہمیں صرف اپنے ہم مذہبوں کی طرح مساوی عزت اور مساوی روٹی تقسیم کرے۔ اس لئے روٹی کے لئے سوال کرنے والوں پر گولیاں برسانا اور تشدد کرنا بے انصافی ہے۔ پس انگریزوں کو حق حاصل ہے کہ اپنی حکومت کی حفاظت کے لئے ہر ممکن طریق استعمال کریں کیونکہ ان کی رعایا ان سے سلطنت چھیننے کے فکر میں ہے مگر ہم سلطنت نہیں چھینتے۔ اس لئے ہم پر تشدد کرنا غیر منصفانہ ہے۔ اگر حضور امن کے متمنی ہوتے۔ تو جب ملٹری اور پولیس کی موجودگی میں شہر کی تمام مسلم دکانات بدمعاشوں نے لوٹ لی تھیں اگر آپ اس وقت ان بدمعاشوں کو پکڑ کر عبرتناک سزائیں دیتے اور قاتلوں کو بھی سزا دلاتے۔ تو بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کے حوصلے نہ بڑھتے۔ لیکن برعکس جب لوٹ اور غارت گری کا مال مندر کے تالابوں سے نکلنا شروع ہوا۔ تو حضور کے انگریز افسران نے تالابوں کا پانی نکالنا بند کر دیا۔ اور ایک ایسے مکان کو جس سے چوری اور لوٹ کا مال نکل رہا تھا۔ تالا لگا دیا۔ جب اس جانب دارانہ فعل کی جانب جناب کی توجہ مبذول کرائی گئی۔ تو جناب نے بھی خاموشی اختیار کی۔ ہماری دلی تمنا ہے اور ہم اس میں ہر ممکن امداد کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کو گرفتار کیا جائے اور قرار واقعی سزا دی جائے۔ ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کا پکڑنا کوئی مشکل بات نہیں البتہ محنت درکار ہے خواہ وہ جموں کے ہوں یا میرپور کے۔

آخری باتیں

پرائم منسٹر:۔ دیکھئے آپ بے تعلق باتیں کرتے ہیں بھائی یہ معاملہ مڈلٹن کے سپرد ہے جو تحقیقات کر رہا ہے

یعقوب علی:۔ مڈلٹن کے سپرد صرف یہ ہے۔ کہ وہ بتائے۔ متعلقہ آدمیوں نے اپنے منصبی کام کو صحیح انجام دیا یا غفلت کی اور بس۔

پرائم منسٹر:۔ کچھ اور کہنا ہے تو فرمائیے۔

یعقوب علی:۔ حضور ہم بڑے ادب کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ ہم سب امن کے قیام میں ہر جائز امداد کرنے کو حاضر ہیں ہماری استدعا ہے کہ سیاسی قیدی رہا فرمائے جائیں اور مذہبی توہین کرنے والوں کو سزا دی جائے نیز اپنی مفلوک الحال رعایا پر مالیہ میں تخفیف کر کے احسان کیا جائے۔

پرائم منسٹر:۔ کچھ اور

یعقوب علی:۔ بس حضور

اس پر مہاراجہ صاحب نے کچھ وزیر صاحب کو ارشاد فرمایا۔ ہم سب نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ سلام کر کے رخصت چاہی۔ اور واپس ہو گئے

میرپور کے ہندوؤں کی شرمناک فریب کاری

میرپور ۱۲ فروری۔ ۱۰ فروری کو صدر اعظم کشمیر وارد ہوئے تو میرپور کے تمام مہاسبھائی اور مفسدہ پرداز ہندوؤں نے علاقہ پہاڑی اور میرپور کے ہندو اردگرد سے جمع کر رکھے تھے انہیں صدر اعظم کشمیر کے روبرو پیش کیا گیا۔ ہندوؤں کی مظلومیت نہیں۔ بلکہ عیاری اور مکاری اور فریب کاری کی ایک ادنیٰ تصویر پیش کی۔ ان ہندوؤں میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا۔ جو کسی خاص جائداد کا مالک اور صاحب حیثیت ہو تمام کے تمام زمیندار برہمن تھے۔ جو علاقہ پہاڑی میں زمینداری کرتے۔ اور ساہوکاروں کے کاشتکار ہیں اور مسلمانوں سے بھی زیادہ نادار اور مفلس ہیں۔ انہیں ایک طرف غربت نے تنگ کیا ہوا تھا۔ دوسری طرف عیار ہندوؤں نے پروپیگنڈے کے لئے میرپور جمع ہونے کی دعوت دی اور ساتھ ہی مہارانی کشمیر نے ایک کثیر رقم نام نہاد مصیبت زدہ ہندوؤں کی امداد کے لئے مرحمت فرمائی اور ہندو پروپیگنڈے کا یہ ایک ذریعہ اختیار کیا گیا اور میں بغیر تامل غیر مبہم الفاظ میں ظاہر کر دیتا ہوں۔ کہ جو لوگ آج وزیر اعظم کے روبرو پیش ہوئے ان میں ایک بھی ایسا شخص نہ تھا۔ جو کسی جائداد کا مالک ہو۔ یہ امر بھی تعجب انگیز ہے کہ ان سو ڈیڑھ سو ہندو مرد۔ عورتوں اور بچوں میں میرپور کے ہندو بھی شامل تھے تاکہ وزیر اعظم کو ایک خاص جمعیت معلوم ہو۔ اور وہ متأثر ہو کر مزید ظالمانہ رویہ کو عمل میں لائیں۔ اور بہت ہی مضحکہ خیز بات یہ تھی۔ کہ میرپور کے بڑے بڑے ساہوکار برہنہ سر چلے آ رہے تھے۔ اور ان مفروضہ مصیبت زدہ ہندوؤں میں سے بعض اپنے شہری بھائیوں کی اس فریب کاری پر ہنس رہے تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس تمام مجمع کی رہنمائی مسٹر جیون لعل پرائیویٹ سکرٹری وزیر اعظم کشمیر و دیگر ہندو حکام اور مقامی وکلا باوجود دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے کر رہے تھے۔ وقائع نگار

ڈوگرہ فوج اور پولیس کی چیرہ دستیاں

میرپور ۱۰ فروری۔ آج تحصیل کوٹلی ضلع میرپور کے چار مسلم زمینداروں نے مسٹر سالسبری کے پاس ایک درخواست دی ہے جس میں ظاہر کیا گیا۔ کہ موضع سرپاہ تحصیل کوٹلی اور تحصیل بھمبر کی حدود پر جموں سے ڈوگرہ فوج اور پولیس نے آکر تباہی شروع کر دی ہے۔ اور مسلمانوں کے مکان لوٹنے بچوں کو مارنا عورتوں کی بے عزتی اور بے حرمتی ایک معمولی مشغلہ ہے۔ اور علی الاعلان کہ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں نے مہاراج کو راج کرنا مشکل اور محال بنا دیا ہے۔ مگر ہم اس وقت جائیں گے۔ جب مسلمانوں کی آبادیاں تباہ و ویران نظر آئیں گی۔ اور درخواست مذکور میں اس امر کا بھی اظہار کیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے ہمراہ خنزیر کا گوشت رکھا ہوا ہے۔ جو مسلمانوں کے منہ سے لگا

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے

مظلومین علاقہ میرپور کی قانونی امداد

جناب چوہدری اسداللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور کے ایک قابل قانون دان ہیں۔ ۱۱ر فروری کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے مظلومین میرپور، کوٹلی راجوری [illegible] کی قانونی امداد کے لئے میرپور تشریف لائے۔ جب سے علاقہ کے لوگوں کو چوہدری صاحب موصوف کی آمد کی خبر ہوئی ہے مختلف دیہات سے لوگ جوق درجوق چوہدری صاحب سے قانونی مشورہ لینے کی غرض سے آ رہے ہیں چوہدری صاحب ان کے مظالم کو سنتے ہیں۔ اور انہیں نہایت ضروری و مفید مشورے دیتے ہیں۔ باوجود کام کی زیادتی کے چوہدری صاحب مشورہ لینے والوں سے نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے ہیں۔ (نامہ نگار)

تحصیل کوٹلی میں مسلمانوں کو مرتد کرنے کی کوشش

میرپور۔ ۱۱ر فروری۔ کوٹلی کے مظلوم اور ڈوگرہ فوج و پولیس کے تباہ کردہ مسلمانوں کا ایک قافلہ معہ عورتوں بچوں کے میرپور وارد ہوا ہے جس نے وحشی ڈوگروں کی درندگی اور سفاکی کے علاوہ بیان کیا۔ کہ فوج اور ڈوگرہ پولیس نے جو ہندو افسروں کی معیت میں ظلم و ستم ڈھا رہی ہے۔ ہمیں مجبور کیا۔ کہ ہم اسلام سے مرتد ہو کر شدھ ہو جائیں۔ ورنہ قتل کر دیا جائیگا۔ وہ علانیہ کہتے تھے۔ کہ تم کو اپنی اکثریت پر ناز ہے۔ اس لئے جب تک تمہاری اکثریت کو فنا یا اپنے اندر جذب نہیں کر لینگے۔ آرام نہیں کرینگے۔ مسلم مظلومین پر پژمردگی، غریب الوطنی اور خوف و ہراس بھی نمایاں نظر آتا تھا جس سے مسلمانان میرپور میں سخت ہیجان اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ اور خداوند عزوجل سے ڈوگرہ مظالم سے رہائی اور نجات کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ (ق۔ میرپوری)

کوٹلی میں مسلمانوں کا قتل عام

حکومت انگریزی فوری توجہ کرے

آج کوٹلی شہر کے متعدد معزز مسلمانوں نے سول برٹش افسر کے پاس تحریری بیان دیا ہے۔ کہ جس قدر ظلم و ستم کوٹلی شہر میں کیا گیا ہے۔ اس قدر کہیں نہیں کیا گیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ ۲۲ر جنوری کو جبکہ مسلمان نماز جمعہ پڑھنے کے لئے ارد گرد کے دیہات سے جمع ہوئے۔ تو شہر کے مسلمانوں نے ان سے درخواست کی۔ کہ ہندوؤں نے ان کو تباہ کرنے کی ڈوگرہ فوج سے سازش کر رکھی ہے۔ اس لئے ہماری جان و مال کی حفاظت کی جائے اس پر کچھ لوگ مسلمانوں کی حفاظت کے لئے شہر کوٹلی کی جامع مسجد میں جو شہر سے باہر ہے۔ ٹھہر گئے۔ یکا یک رات کو ہندوؤں نے مسلمانوں کے گھروں کو آگ لگا دی۔ جب شعلے بلند ہوئے۔ تو مسجد میں ٹھہرے ہوئے مسلمان آگ بجھانے کے لئے شہر کی طرف بھاگے۔ ابھی شہر میں داخل نہ ہوئے تھے۔ کہ ان پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔ اس پر لوگ بجائے اس کے کہ مسلمانوں کی مدد کرتے۔ الٹے قدم واپس بھاگ گئے۔ اس دن پندرہ آدمی قتل ہوئے۔ زخمیوں کی تعداد بے شمار ہے۔ اس کے بعد صبح کو جب مسلمانوں نے ڈوگرہ فوج سے لاشوں کا مطالبہ کیا۔ تو انہوں نے رائفلیں دکھا کر مسلمانوں کو ڈرایا۔ چونکہ مسلمانوں کو یقین تھا۔ کہ اگر انہوں نے کچھ زیادہ کوشش کی۔ تو دوبارہ ان پر گولی چلا دی جائے گی۔ اس لئے واپس چلے آئے۔ پانچ چھ دن تک لوگ خوف کے مارے شہر کے قریب تک نہ پھٹکتے تھے۔ آخر کار جب مسلمانوں کو علم ہوا۔ کہ لاشیں ابھی تک باہر پڑی سڑ رہی ہیں۔ تو انہوں نے تہیہ کر لیا۔ کہ اگر گولیاں بھی برسائی جائیں۔ تو بھی ہم اپنی لاشوں کو یہاں سے لے جا کر دفن کرینگے۔ چنانچہ ۳۰ر جنوری کو دوپہر کے وقت مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہو کر اپنی لاشیں لینے کے لئے شہر کوٹلی کی طرف چلے۔ ابھی شہر سے کافی فاصلہ پر تھے۔ کہ ڈوگرہ فوج معہ مسلح مہاجنوں کے پہونچ گئی۔ پھر کیا تھا۔ اس بے رحمی سے گولی چلنی شروع ہوئی۔ کہ منٹوں میں کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ مقتولین کی تعداد تین سو پچاس بتائی جاتی ہے۔ زخمیوں کی تعداد ہزارہا تک تھی۔ اس کے بعد مسلمانوں کے رہے سہے گھروں کو جو بچے تھے۔ آگ لگا دی گئی۔ اور مسلمانوں کی لاشوں کو اس میں پھینک کر جلا دیا۔ مقتول مسلمان کئی دن تک سڑتے رہے۔ تعفن ایک میل کے فاصلہ پر بھی اثر کر رہا تھا۔ لوگوں نے بچشم خود دیکھا۔ کہ کئی ایک لاشوں کو کتوں نے تر نوالہ بنایا۔ اکثر لاشوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ اس دردناک واقعہ سے مسلمانوں میں صف ماتم بچھ گئی ہزاروں یتیم بچے سینکڑوں بیوائیں بے خانماں جنگلوں میں پناہ گزیں ہیں۔ ریاست کی طرف سے اعلان ہو گیا ہے۔ کہ کوئی مسلمان ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں نہیں جا سکتا۔ اور نہ ہی کوئی مسلمان دوسرے مظلوم مسلمان کی کسی قسم کی مدد کر سکتا ہے۔ تمام راستوں کی ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ ڈاک پر پہرہ لگا رکھا ہے۔ اس وجہ سے کوٹلی کے متعلق کوئی صحیح خبر شایع نہیں ہو سکی

ہم مسلمانوں کو یقین ہے۔ کہ اگر اس وقت انگریزی افسر کوٹلی میں پہونچ کر تحقیقات کریں۔ تو سینکڑوں لاشیں برآمد ہو سکتی ہیں۔ امید ہے۔ کہ تمام اسلامی اخبارات حکومت برطانیہ سے پرزور مطالبہ کرینگے۔ کہ فوراً کوئی انگریزی افسر پہونچ کر مسلمانوں کی لاشوں کو جو ابھی تک مکانوں کے نیچے دبی پڑی ہیں۔ نکال کر مسلمانوں کے سپرد کر دیں۔

کوٹلی شہر کے تمام کے تمام ذمہ دار افسر متعصب ہندو ہیں جن کی سازش سے مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا گیا ہے۔ کیا دنیا کا کوئی عقلمند انسان تسلیم کر سکتا ہے۔ کہ جن حکام کی سازش سے مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا گیا ہے۔ وہی ان کے خون کا انصاف کرینگے۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ و سب انسپکٹر نے اب اس قتل عام کے الزام سے بچنے کی یہ تدبیر اختیار کی ہے کہ چند مسلمانوں کو گرفتار کرکے جیل میں ٹھونس دیا ہے۔ اور چند ادھر ادھر سے اسلحہ جمع کرکے تھانہ میں رکھ لئے ہیں۔ تاکہ یہ بتایا جائے۔ کہ یہ اسلحہ جات گرفتار شدگان سے برآمد ہوئے اس شدید جانبدارانہ صورت میں ہمارا مطالبہ ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے اس معقول مطالبہ کو برٹش گورنمنٹ رد کرے۔ کہ ڈوگرہ فوج فی الفور وہاں سے ہٹا دی جائے۔ اور ایک غیر جانبدارانہ کمیشن مقرر کرکے مسلمانوں کی فریاد رسی کی جائے۔ تاکہ دنیا کو ہندو پریس کے جھوٹے اور زہریلے پروپیگنڈا کی حقیقت معلوم ہو سکے۔ (نامہ نگار)

جموں چھاؤنی میں مفروضہ گاؤکشی

جموں ۱۵ر فروری۔ تین چار دن ہوئے کہ حدود چھاؤنی میں ایک جگہ بہت سا خون پڑا دیکھ کر ہندو فوجیوں نے کرنل کے پاس رپورٹ کر دی۔ کہ فوجی مسلمانوں نے گائے ذبح کی ہے۔ چنانچہ فی الفور تمام مسلم فوجیوں پر پہرہ لگا دیا گیا۔ تاکہ اگر گاؤکشی ہوئی ہو۔ تو گوشت باہر نہ لیجایا جا سکے۔ ایک ہندو زمیندار بھی تیار کر لیا گیا جس نے بیان کیا۔ کہ میرا بیل گم ہے۔ چند مسلمان بیماروں پر شبہ کرکے گرفتار کر لیا گیا معلوم ہوا ہے۔ کہ کسی سپاہی نے گورخر شکار کیا تھا۔ جس کا خون دیکھ کر یہ فتنہ برپا کر دیا گیا۔

مسلمانان میرپور پر مزید سختی

جموں ۱۴ر فروری۔ ۱۳ر فروری کو سرکاری بلیٹن میں حضور وزیر اعظم کشمیر جو ہر ہندو کی مدد کرنا اور ہر مسلمان کو باغی کہنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ غریب مسلمانان ضلع میرپور پر مزید سختی کرنیکے ناپاک ارادوں کا اظہار اسطرح کرتے ہیں۔ کہ مسلمانان ضلع مذکورہ کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ تم لوگ از خود ہندو کا لوٹا ہوا مال واپس کر دو۔ ورنہ حکومت مجبور ہوگی کہ تم سے بجبر وصول کرے۔ گویا جو ہندو یہ کہہ دیگا۔ کہ اسقدر نقدی اور مال فلاں فلاں دیہات کے مسلمانوں نے لوٹا ہے۔ اس علاقہ کے مسلمانوں سے بجبر بلا تعیین کرا فرق کرکے مفروضہ تباہ حال ہندو کو دیدیا جائیگا۔ ہم حکومت سے پوچھتے [illegible] (نامہ نگار)

تجارت قالین (نمدے غالیچے وغیرہ) اور جماعت احمدیہ

تجارت وہ مبارک کام ہے۔ کہ جس کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر تاکید فرمائی۔ اور سچ بات یہ ہے کہ اگر اس کام کو بطریق صحیح کیا جائے تو ضرور فائدہ عظیم حاصل ہوتا ہے دنیا میں ہزاروں نہیں لاکھوں ایسے انسان موجود ہیں۔ کہ جنہوں نے کروڑوں اور اربوں روپیہ اس مبارک کام کے ذریعہ پیدا کیا۔ پھر اسی دنیا میں ہمارے سامنے غیر مسلموں کا ایک ایسا گروہ موجود ہے جس نے ایک معمولی جزیرہ سے نکل کر فقط تجارت کے ذریعہ ہی دنیا پر تسلط جما لیا۔ مگر مقام افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ ابھی تک اس مبارک کام میں سب سے پیچھے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعت میں اکثر ایسے احباب داخل ہیں۔ جو بلحاظ علم و تجربہ اور بلحاظ سرمایہ کے اس کام کی استطاعت ہی نہیں رکھتے۔ اور اکثر ایسے احباب ہیں۔ جو باوجود علم اور روپیہ ہونے کے تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ایسے احباب کی اطلاع کے لئے عرض کیا جاتا ہے۔ کہ خاکسار نے بہت سی تکالیف اور مالی نقصانات برداشت کرکے غیر احمدی فرمز سے قالین و چمڑا وغیرہ کا تجربہ حاصل کیا ہے۔ جو دوست خاکسار کی خدمات سے فائدہ حاصل کرنا چاہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ایک غیر احمدی شخص کی چند ایک سطور کا بغور مطالعہ فرمائیں۔

"محمد رفیق احمدی ولد منشی کرم بخش مرحوم نے میرے ساتھ قریباً تین ماہ تک بطور کارندہ دوکان کام کیا۔ اور قریباً ۳ ہزار روپے کا مال اس کی تحویل میں رہا چنانچہ میں نے مال کو چیک کیا مال بالکل مکمل پایا۔ جس سے اس کی ایمانداری کا پورا پورا ثبوت ملتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس نے نہایت ایمانداری اور اخلاص سے کام کیا ہے۔ مگر چند حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ میں اس کو علیحدہ کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ یہ اپنا علیحدہ کام کریگا۔ اور میں بھی اس کو بطور امداد کے اگر اس کو ۵-۶ ہزار روپے کے مال کی ضرورت ہوئی تو اس کو دینے کو تیار ہوں۔ لہٰذا یہ چند سطور لکھ دی ہیں کہ اس کی ایمانداری کی داد ملے۔" العبد محمد کرم الٰہی۔ ولد خانصاحب حاجی ڈاکٹر عبد الجبار خاں پشاور

اور گذشتہ پرچہ مورخہ ۱۱ فروری کا بھی ضرور مطالعہ فرماویں۔ جس میں کہ شرائط کاروبار بتفصیل درج ہیں۔

خاکسار: محمد رفیق جالندھری مالک و مینیجر دی پرشین کارپٹ کارپوریشن پشاور

اکسیری ادویہ

سرحدی لوگ باوجود خلاف قواعد صحت تنگ و تاریک اور دھوئیں سے پر کوٹھڑیوں میں رہنے کے کیوں تندرست و توانا ہوتے ہیں۔ اور ہر شے ہضم کر سکتے ہیں۔ اس کا راز ان قدرتی بوٹیوں میں ہے جو اسی ملک کے پہاڑوں میں پائی جاتی ہیں۔ حکیم حاذق مفتی محمد منظور صاحب نے نہایت جانفشانی اور زر کثیر صرف کرکے ان بوٹیوں کو تلاش کرکے ایک بے نظیر دوائی تیار کی ہے۔ جو فائدہ عام کیلئے اب مشتہر کی جاتی ہے

حب منظور:۔ طاقت کی بے نظیر دوا ہر قسم کی سستی اور کمزوری دور کرتی ہے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ عہ

نکروں کا امریکن علاج:۔ مفتی محمد صادق صاحب کو امریکہ کے ایک مشہور معالج چشم ڈاکٹر نے نکروں کے علاج کے واسطے ایک نسخہ دیا تھا۔ جس سے بہت لوگ فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اسے اب فائدہ عام کے واسطے فروخت کیا جاتا ہے۔ نکروں کے واسطے بہت فائدہ مند ہے۔ قیمت فی شیشی ۱عہ

آدیسی روب:۔ بالخصوص عورتوں کی ہر قسم کی اندرونی تکالیف کے واسطے بے نظیر نسخہ ملک ہالینڈ کے ڈاکٹروں کا ایجاد کردہ ہے۔ قیمت ۴۰ گولی عہ

تحفہ عرب:۔ قوت بدن کے واسطے ایک بے نظیر دوائی۔ یہ وہ نسخہ ہے جو جاپان میں کسی زمانہ میں اکسیر البدن کے نام سے مشہور ہو کر مقبول عام ہو چکا ہے۔ بدن کے ہر جزو کو قوت دیتا ہے۔ یہ نسخہ ایک عرب کا جو اپنے وطن سے لائے تھے۔ اس واسطے اب اس کا نام تحفہ عرب رکھا گیا ہے۔ قیمت بیس روز کی خوراک ۱عہ

سنت سلاجیت کوہ ہمالیہ:۔ بہت محنت سے تیار کی ہوئی دور سے منگوائی گئی ہے۔ بوڑھوں کو اکسیر کا کام دیتی ہے۔ قیمت فی تولہ ۴عہ

ڈچ میڈیکو قادیان

باجلاس جناب شیخ عبد الغنی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم جھنگ

گردھاری لال ولد بیلی رام دیویدیال رائے صاحب لالہ ویر بھان اقوام سکھ۔ سکنہ نگھیانہ مدعیان

بنام

محمد ولد رشید۔ شہامد ولد اکبر اقوام سیال (۳) بہادلہ ولد بخشہ قوم نون سکنہ موضع جگس (۴) دساکھی رام ولد لوکا رام قوم سکھ سکنہ نگھیانہ مدعا علیہم

دعویٰ للعہ بابت قیمت پیداوار فصل ربیع ۱۹۳۱ء اراضی واقعہ موضع بیلہ سندھانی تحصیل جھنگ

اشتہار

بنام

بہادلہ ولد بخشہ ذات نون سکنہ موضع جگس تحصیل جھنگ مدعا علیہ بمقدمہ مندرجہ بالا میں کئی بار سمن بنام مدعا علیہ جاری ہو چکے ہیں۔ لیکن وہ تعمیل سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اب تاریخ پیشی ۲۳/۲/۳۲ مقرر ہوئی ہے اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا اشتہار کیا جاتا ہے۔ کہ وہ تاریخ مقررہ پر حاضر عدالت ہو کر پیروی کرے۔ دگرنہ اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ اور بعد میں کوئی عذر سماعت نہ ہوگا۔

تاریخ ۲/۲/۳۲ (مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

اخبار ہندوستان ٹائمز کا خاص نامہ نگار دہلی سے لکھتا ہے۔ کہ ریاست کشمیر کے نظم و نسق میں عنقریب اہم تغیرات ہونے والے ہیں۔ سر ہری کشن کول جلد مستعفی ہونے والے ہیں۔ اخبار ہمدم لکھنؤ کو اطلاع ملی ہے۔ کہ سر موصوف کی جگہ ایک انگریز مسٹر کالون صدر اعظم کشمیر مقرر ہوئے ہیں۔

۱۴ جنوری کی شب جموں کے ہندوؤں نے بھوسہ پر مٹی کا تیل ڈال کر ایک مسجد کو آگ لگا دی۔ لیکن مسلمانوں کو بروقت اطلاع ہو گئی۔ اور ابھی زیریں حصہ کے دو شہتیر ہی جلے تھے۔ کہ آگ پر قابو پا لیا گیا۔

ہندو مہا سبھا کے پروگرام کے مطابق ۱۴ فروری کو جموں کے ہندوؤں نے کشمیر ڈے منایا۔ اور سخت اشتعال انگیز تقریریں کیں۔ جن سے مسلمانوں پر خوف و ہراس چھا گیا ہندو ننگی تلواریں لے کر دن بھر بازاروں میں اشتعال انگیز نعرے لگاتے رہے۔ مسلمانوں نے حکام کو اطلاع دی لیکن کسی افسر نے ہندوؤں کو نہ روکا۔

پچھلے دنوں ہندو اخبارات نے یہ غلط خبر شائع کی تھی۔ کہ حکومت نے خان عبدالغفار خاں کا مکان جلا دیا ہے۔ اس پر پولیس نے ایمرجنسی پاورز کے ماتحت ایڈیٹران ملاپ۔ ملاپ ہندی۔ پرتاپ۔ بندے ماترم۔ اور ویر بھارت کو گرفتار کر کے سنٹرل جیل میں بند کر دیا۔ اور ایک ہفتہ کا ریمانڈ لے لیا۔

۱۶ فروری کو وائسرائے ہند نے حضور نظام کے ساتھ قصر نظام دہلی میں ملاقات بازدید کی۔

کرنل حسن سہروردی نے یونیورسٹی ہال کلکتہ میں گورنر بنگال پر قاتلانہ حملہ کے وقت جس نمایاں بہادری اور شجاعت کا اظہار کیا تھا۔ اس کے صلہ میں ملک معظم نے ان کو نائٹ کا خطاب عطا کیا ہے۔

۱۵ فروری کو ڈسکہ کی طرف جانے والا سوا کالیوں کا جتھہ ضلع لاہور کے ایک گاؤں میں گرفتار کر لیا گیا۔ اس پر اکالی دل نے اعلان کیا ہے۔ کہ دسواں جتھہ ۲۱ ماہ حال کو روانہ ہوگا۔

حسن آباد ضلع کومیلا میں ۱۵ فروری کو لوگوں نے احکام کی خلاف ورزی کر کے ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور پولیس کی مداخلت پر ہجوم نے اس پر حملہ کر دیا۔ پولیس نے گولی چلائی۔ جس کے نتیجہ میں دو اشخاص ہلاک اور بیس زخمی ہوئے۔ ایک سب انسپکٹر اور چھ کنسٹیبلوں کو بھی زخم آئے۔

امرتسر ۱۷ فروری۔ آج ایڈیٹران اکالی اصل قومی درد۔ خالصہ سماچار اور ساوعدہ سماچار کو ہنگامی آرڈی نینس کی دفعہ ۵ کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔ کیونکہ انہوں نے خان عبدالغفار خاں کے مکان کو جلانے کے متعلق جھوٹی خبر شائع کی تھی۔

بمبئی ۱۶ فروری۔ میراں بائی (مس سلیڈ) کو آج صبح کمشنر پولیس نے ہنگامی اختیارات کے آرڈی نینس کے ماتحت ایک نوٹس دیا جس میں لکھا ہے کہ چہار شنبہ کو آدھی رات سے پہلے پہلے بمبئی سے نکل جاؤ۔

پٹنہ ۱۶ فروری۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مونگھیر کی اطلاع مظہر ہے کہ کل شام کو چار بجے تارا پور تھانہ پر حملہ کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان کے ملازم سپرنٹنڈنٹ پولیس اور چھ میں پولیس والے خفیف طور پر مجروح ہوئے۔ پولیس گولی چلانے پر مجبور ہوئی۔ ہجوم میں سے آٹھ اشخاص ہلاک اور چار شدید زخمی ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہلاک شدہ اشخاص میں دو مقامی کانگرس کے راہنما ہیں اور ایک شخص مقامی بدمعاش ہے۔

جن کی عمر اس وقت پچاسی برس ہے۔ پریزیڈنٹ کے انتخاب میں حصہ لینا قبول کر لیا ہے۔ آپ نے اعلان کیا ہے کہ میں نے اپنے ملک کی حالت کے لئے اپنی ذمہ داری پر کامل غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ اپنے آپ کو آئندہ انتخاب میں آپ کے پیش کر دوں۔

دہلی ۱۵ فروری۔ صوبہ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ یکم اپریل کو اصلاحات نافذ ہو جائیں گی۔ مگر امید ہے کہ جدید دستور کے ماتحت گورنر اور اگزیکٹو کونسل کے ارکان کے متعلق اس سے بھی پہلے اعلان کر دیا جائیگا۔

راجوری ۱۴ فروری۔ ایک مسلمان ذیلدار اپنے گھر میں سو رہا تھا۔ کہ ہندوؤں نے اس کے مکان پر ڈاکہ ڈالا اور اسے قتل کر گئے۔ اس کی بیوی اور بہو کی عصمت دری کی۔ پھر لوہے کی سلاخیں گرم کر کے ان کے جسم پر لگائیں اور بارہ ہزار روپیہ اور تمام سامان لے گئے۔ کوئی افسر اب تک تحقیقات کے لئے نہیں آیا۔

جموں ۱۷ فروری۔ مڈلٹن آئی سی ایس کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے۔ جنہوں نے سری نگر اننت ناگ اور شوپیاں

راجہ ہری کشن کی وزارت سے علیحدگی

یہ خبر پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ راجہ ہری کشن کول وزیر اعظم ریاست جموں و کشمیر اپنے عہدہ سے علیحدہ کر دئے گئے ہیں۔ فی الحال یہ بتایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے صحت کی خرابی کی وجہ سے رخصت حاصل کی ہے۔ جس کے لئے وہ کچھ عرصہ سے کوشش کر رہے تھے۔ اب چونکہ ان کا جانشین مل گیا ہے۔ جو راجہ صاحب کے جموں پہنچنے پر ان سے چارج لے لیگا۔ اس لئے انہیں رخصت دے دی گئی ہے۔ لیکن دراصل یہ ان کی ریاست سے ہمیشہ کی رخصت ہے۔

احمد آباد ۱۷ فروری۔ چند روز گذرے کہ ۱۹۴ روپیہ مالیہ اراضی کے عوض جو گاندھی آشرم کے ذمہ واجب الادا تھا۔ دو آہنی صندوق۔ ایک بینگنگ ٹائپ۔ رائٹر مشین کلاکس اور میزیں وغیرہ قرق کی گئی تھیں۔ آج انہیں نیلام کر دیا گیا۔ جس سے فقط ۱۰۳ روپیہ آٹھ آنے وصول ہوئے۔

نیو دہلی ۱۷ فروری۔ مسٹر اے این کیٹر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان مارچ میں چھ ماہ کی رخصت پر جائیں گے۔ واپسی پر آپ حیدر آباد کے ریزیڈنٹ مقرر کئے گئے ہیں کیونکہ اس وقت کرنل کیمبر ملازمت سے مستعفی ہو جائیں گے۔

برلن ۱۵ فروری۔ پریزیڈنٹ ہنڈن برگ نے

کے فسادات کی جو ستمبر میں ہوئے۔ اور انہیں دبانے کے لئے جو کارروائی کی اس کی تحقیقات کی ہے۔ ملٹری کو چار مختلف موقعوں پر گولی چلانی پڑی۔ مسٹر مڈلٹن نے لکھا ہے۔ شوپیاں میں جو گولی چلی وہ ضروری اور حق بجانب ہے اور کم از کم ضرورت تک محدود ہے۔ مائی سوماں بازار میں جو گولی چلی وہ ضروری اور حق بجانب تھی۔ اگرچہ ضرورت کے خاتمہ کے بعد چند فائر بلا تمیز کئے گئے۔ جامعہ مسجد سری نگر میں جو گولی چلی وہ اس خطرناک پوزیشن کی وجہ سے ضروری ہو گئی۔ جو ملٹری کے لئے پیدا کر دی گئی تھی لیکن اگر افسر مناسب تجاویز کرتے۔ اور موقعہ پر رہتے۔ تو ممکن ہے طاقت کا استعمال نہ کیا جاتا۔ اننت ناگ میں گولی چلنا۔ اس پوزیشن

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا